از مکاتیب شریفہ
مکتوب نمبر ۸۵ و ۹۰ فارسی

سیّدنا و مولانا قبلہ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

ترجمہ اُردو

حضرت مولانا منظور احمد صاحب

طباعت بحکم

شیخ المشائخ سیّدنا و مُرشدنا قبلہ

حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجدّدیہ

ایضاح الطریقہ

سیّدنا و مولانا قبلہ حضرت شاہ غلام علی دہلویؒ

(از مکاتیب شریفہ مکتوب نمبر ۸۵ و ۹۰ فارسی)

ترجمہ اُردو

حضرت مولانا منظور احمد صاحب

مدینہ منورہ

طباعت بحکم

شیخ المشائخ سیّدنا و مُرشدنا قِبلہ

حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

مسند افروز ارشاد خانقاہ سراجیہ

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

کندیاں، ضلع میانوالی

نام کتاب : ایضاح الطریقہ

نام مصنف : حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اُردو ترجمہ : حضرت مولانا منظور احمد صاحب، مدینہ منورہ

اشاعت بحکم : شیخ المشائخ قبلہ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

اہتمام : وی پرنٹ، راولپنڈی، ۰۳۰۰-۵۱۹۲۵۴۳

ناشر : خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں، ضلع میانوالی

طبع اوّل : ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء

طبع دوم : ۱۴۳۲ھ/۲۰۱۱ء

ہدیہ : 120/

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ

کندیاں، ضلع میانوالی

فہرست

مختصر حالات

حضرت مولانا سیّدنا عبداللہ

المعروف بہ شاہ غلام علی دہلویؒ

آپ کی نسبت باطنی حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ سے ہے۔ آپ کی ولادت ۱۱۵۸ھ میں بمقام بٹالہ علاقہ پنجاب ہندوستان میں ہوئی۔ آپ کا نسب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت شاہ عبداللطیفؒ نہایت ذاکر و مجاہد بزرگ تھے۔ کریلہ جوش دے کر کھایا کرتے اور جنگل میں جا کر ذکر جہر کیا کرتے تھے۔ حضرت ناصرالدین قدس سرہ سے بیعت تھے۔ حضرت کی ولادت سے قبل آپ کے والد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ اپنے لڑکے کا نام علی رکھنا، چنانچہ بعد پیدائش آپ کا نام علی رکھا گیا، لیکن جب آپ بلوغت کو پہنچے تو آپ نے احتراماً اپنا نام غلام علی رکھا۔ اسی طرح پیدائش کے وقت آپ کی والدہ نے کسی بزرگ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں اپنے بیٹے کا نام عبدالقادر رکھنا۔ یہ بزرگ شاید حضرت غوث الاعظم سیّد عبدالقادر جیلانیؒ تھے۔ آپ کے عم شریف نے کہ نہایت بزرگ مرد تھے، ایک مہینہ میں قرآن حفظ کیا تھا۔ انہوں نے بحکم رسول خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلّم آپ کا نام عبداللہ رکھا۔ آپ کے والد دہلی میں رہا کرتے تھے، وہاں اپنے پیر سے کہ حضرت خضر علیہ السّلام کے ہم صحبت تھے، بیعت کرانے کے واسطے بلایا تھا، لیکن وہاں سے فیض مقدر میں نہ تھا۔ جب آپ وہاں پہنچے تو ان کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے والد ماجد نے فرمایا کہ میں نے تم کو اپنے پیر سے بیعت کرانے کے لئے بلایا تھا، لیکن تقدیر میں نہ تھا۔ اب جس جگہ تمہارا قلبی اطمینان ہو، وہاں بیعت ہو جاؤ۔ آپ ۱۱۸۰ھ میں کہ اس وقت آپ کی عمر

بائیس سال کی تھی حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض بیعت کی۔ حضرت مرزا صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ جس جگہ ذوق و شوق ہو وہاں بیعت کرو یہاں تو بے نمک پتھر چاٹنے کا مضمون ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے یہی منظور ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے پھر آپ کو قادریہ خاندان میں بیعت فرمایا اور تلقین طریقہ مجددیہ فرمایا۔ پندرہ سال تک حضرت مرزا صاحب قدس اللہ سرہ کی خدمت میں حاضر حلقہ و مراقبہ رہے اور با اجازت مطلقہ مع بشارت ضمنیت مشرف ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اوّل اوّل مجھ کو تردّد ہوا کہ اگر میں طریقہ نقشبندیہ میں شغل اختیار کروں تو کہیں حضرت غوث الاعظمؒ کے ناراض ہونے کا باعث نہ ہو۔ اسی اثنا میں ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک مکان میں حضرت غوث الاعظمؒ تشریف رکھتے ہیں اور ان کے سامنے ایک مکان ہے وہاں حضرت خواجہ نقشبندؒ رونق افروز ہیں۔ میرا دل چاہتا تھا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ حضرت غوث پاکؒ نے فرمایا کہ مقصود خدا تعالیٰ ہے، جاؤ کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اس واقعہ کے بعد آپ نے طریقہ نقشبندیہ کی اشاعت شروع فرمائی اور آخرکار اس قدر فیض آپ کی زندگی میں آپ سے جاری ہوا کہ شاید ہی کسی شیخ سے ان کی زندگی میں جاری ہوا ہو۔ ہندوستان، کابل، بلخ، بخارا، عرب اور روم سب جگہ آپ کے خلیفہ پہنچ گئے تھے اور طریقہ ان سے جاری ہو گیا تھا۔ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوریؒ نے اپنے ملفوظات میں فرمایا ہے کہ ایک روز عصر کے بعد حاضر تھا، حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا کہ الحمد للہ ہمارا فیض دور دور پہنچ گیا ہے۔ مکہ مکرمہ میں ہمارا حلقہ بیٹھتا ہے، مدینہ منورہ میں ہمارا حلقہ بیٹھتا ہے، بغداد شریف، روم و مغرب میں ہمارا حلقہ جاری ہے اور مسکرا کر فرمایا کہ بخارا تو ہمارے باپ کا گھر ہی ہے۔ بعض لوگ بحکم سرور انبیاء ﷺ بعض بحکم بعض بزرگاں و بعض خود کو خواب میں دیکھ کر حاضر حضور ہوئے۔ حضرت مولانا خالد رومیؒ باشارہ جناب رسول اللہ ﷺ مدینہ شریف سے دہلی آئے اور آٹھ نو ماہ میں اجازت و خلافت سے مشرف ہو کر اپنے وطن کردستان واقع ملک روم واپس چلے گئے۔ وہاں ان کو اس قدر قبولیت ہوئی کہ جس کی حد نہیں۔ ایک مرتبہ فرمایا

کہ اب ضعیف ہو گیا ہوں کچھ نہیں ہو سکتا۔ پہلے شاہجہان آباد کی جامع مسجد میں رہا کرتا تھا، حوض کا تلخ پانی پیا کرتا تھا، دس پارے روزانہ قرآن شریف کے پڑھا کرتا تھا اور دس ہزار نفی اثبات کیا کرتا تھا، نسبت ایسی قوی ہو گئی تھی کہ تمام مسجد انوارات سے پُر تھی، جس کوچہ میں گزر جاتا تھا وہ بھی نورانی ہو جاتا تھا، اگر کسی بزرگ کے مزار پر جاتا تھا اس کی نسبت پست ہو جاتی تھی، تب میں از راہ تواضع اپنے تئیں پست کیا کرتا تھا۔

ارشادات

فرمایا کہ آدمی کو دو چیز درست اور دو چیز شکستہ چاہیے؛ دین درست اور یقین درست، دست شکستہ اور پا شکستہ۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مرزا صاحبؒ سے کسی نے میری نسبت یہ بیان کیا کہ وہ طالب ذوق وشوق وکشف وکرامت ہے۔ انہوں نے یہ سن کر فرمایا کہ جو شخص ایسے شعبدوں کا طالب ہو، اس کو کہو کہ ہماری خانقاہ سے چلا جائے اور ہمارے پاس نہ آئے۔ جب یہ خبر مجھ کو پہنچی میں نے حاضر ہو عرض کی کہ حضور نے یہ فرمایا ہے؟ جواب دیا کہ ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ پھر کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ یہاں بے نمک پتھر چاٹنا ہے، اگر یہ بے مزگی منظور ہو تو ٹھہرے رہو۔ میں نے عرض کیا کہ حضور مجھے یہی منظور ہے۔ ایک دن ارشاد فرمایا کہ اس طریقہ نقشبندیہ میں مجاہدہ نہیں ہے، مگر وقوف قلبی کہ اپنا خیال دل کی طرف اور دل کا خیال ذات الٰہی کی طرف ہو اور نگہداشت خطرات گذشتہ وآئندہ ہے اور یہ اس طرح چاہیے کہ جب خطرہ دل میں پیدا ہو کہ فلاں کام گذشتہ زمانہ میں کس طرح ہوا تھا، اسی وقت دل سے دفع کرے کہ تمام قصہ دل میں نہ آئے۔ یا دل میں خیال آئے کہ فلاں جگہ جا کر یہ کام کروں اور اس کام میں فائدہ ہو، اس کو معاً دفع کرے، غرضیکہ جو خطرہ غیر اللہ کا دل میں آئے، اس کو اسی وقت دفع کرے۔ فرمایا کہ احوال قلب سالک پر مثل باران شدید ظاہر ہوتے ہیں اور جب قلب سے عروج ہو کر لطیفہ نفس کی سیر ہوتی ہے، مثل بارش خفیف جلوہ گر ہوتے ہیں اور جب لطیفہ نفس سے سیر جس قدر بلند ہوتی جاتی ہے، نسبت سمجھ میں نہیں

آتی ۔استہلاک واضمحلال زیادہ ہوتا جاتا ہے اور نسبت مثل شبنم کے ہو جاتی ہے۔ایک مرتبہ کسی نے آپ سے عرض کیا کہ میرے واسطے کچھ تحریر فرمائیے۔آپ نے یہ آیت شریف تحریر فرمائی: قل اللّٰہ ثم ذرھم اوراس کی تفسیر بھی اس کے نیچے اس طرح لکھی کہ امور جزئی وکلی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے اور فکر معاش وغیرہ کچھ نہ کرنا چاہیے اور تعلقات ماسواء اللہ کو چھوڑنا چاہیے اور اپنے جمیع امور کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے۔ایک دن ایک درویش کو آپ نے توجہ کے لئے یاد فرمایا، کسی نے عرض کی کہ وہ جامع مسجد کی طرف سیر کو گیا ہے۔فرمایا کہ یہ کیا فقیری ہے؟ فقیری میں صبر لازم ہے اور صبر حبس نفس کو کہتے ہیں۔فرمایا کہ جس وقت ہم مجاہدہ میں مشغول تھے، پچیس برس تک اپنے آپ کو ایک حجرے میں بند کر رکھا تھا، نہ سردیوں میں باہر آتا تھا اور نہ گرمیوں میں۔فرمایا کہ میری سترہ برس کی عمر تھی کہ دہلی میں آیا تھا، اب مجھ کو دہلی میں ساٹھ سال گزر چکے ہیں اور ایک دن بھی بلا ذکر و فکر اور مراقبہ نہیں گزرا، مع ہذا خوف خاتمہ ہر وقت دامن گیر ہے اور اطمینان اس وقت ہوگا، جب بہشت میں داخل ہو جاؤں گا اور اپنے کانوں سے ندائے رب العالمین سنوں گا کہ اے بندے میں تجھ سے راضی ہوں۔فرمایا کہ ہمارے اکابر طریقتؒ فرماتے ہیں کہ سلسلہ نقشبندیہ میں نہایت کو بدایت میں درج کیا ہے۔ اس کے معنی بہت لوگوں نے کئے ہیں۔فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ نہایت بدایت میں پیدا ہونے سے توجہ دائمی وحضور مع اللہ ہے اور کم خطرگی یا بے خطرگی مراد ہے۔ یہ اور سلسلوں میں نہایت خیال کی جاتی ہے اور نقشبندیہ طریقہ میں شروع ہی میں پیدا ہو جاتی ہے اور فرمایا کہ نہایت ہمارے ہاں کچھ اور ہی ہے اور وہ توجہ حضور کا گم ہونا ہے۔فرمایا کہ ذکر کثیر سے مراد ذکر قلبی دائمی ہے کہ وہ انقطاع پذیر نہیں ہے اور لسانی مراد نہیں ہے کہ وہ انقطاع پذیر ہے اور اس پر دلیل آیت کریمہ: رجال لا تلھیھم تجارة ولا بیع عن ذکر اللہ ترجمہ: ''باز نہیں رکھتی ان کو تجارت اور نہ بیع ذکر اللہ سے۔'' کیونکہ تجارت میں ذکر زبانی موقوف ہو جاتا ہے قلبی موقوف نہیں ہوتا۔فرمایا کہ اکثر آدمی قلبی ذکر کو خفی کہتے ہیں اور یہ غلط ہے۔ کیونکہ خفی کے معنی پوشیدہ کے ہیں۔ ذکر قلبی

اگرچہ غیر سے پوشیدہ ہے، لیکن فرشتوں اور شیطان سے پوشیدہ نہیں ہے۔ پس خفائے حقیقی اس میں نہ پایا گیا۔ دراصل ذکر خفی ذاکر کے مذکور میں گم ہونے کو کہتے ہیں کہ اس کو کوئی خبر اپنی اور ذکر کی نہ ہو۔ فرمایا کہ میرا حال ایسا ہے کہ ہر چند متوجہ قلب ہوتا ہوں، کوئی اثر توجہ اور ذکر کا نہیں پاتا، البتہ کسی وقت غیبت ہو جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ روئیں روئیں سے ذکر جاری ہے۔ فرمایا کہ شبِ قدر عجیب بابرکت رات ہے۔ اس میں دعا و عبادت مقبول ہوتی ہے۔ اہلِ قرب کو اس رات اور ہی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ایک بار میں جامع مسجد میں رات کو سویا ہوتا تھا۔ اعتکاف کی حالت تھی، ایک شخص نے مجھ کو آکر جگایا اور کہا: اٹھ! رسول اللہ ﷺ کی امت مرحومہ کے واسطے دعا کر۔ میں اٹھا تو دیکھا ہر طرف نور ہی نور ہے۔ میں جان گیا کہ یہ شبِ قدر کا نور ہے۔ فرمایا کہ رضائے پیر سبب قبول خلق و خالق ہے اور آزردگی پیر سبب نفرت خلق و خالق ہے۔ فرمایا کہ پیر کی رضا سے وہ حاصل ہوتا ہے کہ کسی مجاہدہ و ریاضت سے نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند قدس اللہ اسرارہم فرماتے ہیں کہ اس طریقہ میں بنائے کار انکسار افتقار بجناب الٰہی اور پیر سے اخلاص پر ہے۔ حضرت خواجہؒ نے بارہ روز سجدہ میں پڑ کر جناب الٰہی میں مناجات کی کہ الٰہ العالمین مجھ کو طریقہ جدیدہ عطا فرما کہ سہل الطریق اور اقرب الطریق الی اللہ ہو اور موصل ہو، چنانچہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور یہ طریقہ عطا فرمایا۔ فرمایا کہ حضرت مرزا صاحبؒ سے کسی نے عرض کیا کہ آپ نے یہ طریقہ مجددیہ کیوں اختیار کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس طریقہ میں چنداں ریاضت و مجاہدہ نہیں ہے اور میں مرزا نازک مزاج تھا، مجھ سے اور طریقوں کے مجاہدات نہ ہو سکتے۔ فرمایا کہ اہلِ محبت کو حاجت اعمال کی نہیں، ان کو عمل قلیل کافی ہوتا ہے، بلکہ قلیل کی بھی حاجت نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ علماء کو پسند ہے۔ فرمایا کہ جب حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ کا شہرہ کمال منتشر ہوا، ایک زاہد آپ کے اوقات اور اعمال دیکھنے کے واسطے آیا۔ اس نے آپ کو کوئی ریاضت یا مجاہدہ کرتے نہ دیکھا۔ سیدھی سیدھی نمازوں کو پڑھ لیا، رات کو بعد عشاء پلاؤ کھا کر سو رہے، ثلث شب سے

تہجد پڑھ لیا۔ وہ زاہد حیران ہو گیا اور عرض کی کہ میں تمام شب نہیں سویا اور ذکر کرتا رہا اور آپ نے شام کو پلاؤ کھایا اور اکثر شب سوتے رہے، لیکن جو نور آپ میں ہے، وہ مجھ میں نہیں ہے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ اسی پلاؤ کا نور ہے۔ فرمایا کہ دل کو ماسوا سے خالی کرنے اور ذات حق سبحانہٗ کی طرف متوجہ رہنے سے نور حاصل ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ایک روز ایک ہندو میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ مجھ کو رب کی یاد سکھا دیں۔ میں نے کہا اللہ اللہ دو ہزار مرتبہ ہر روز صبح کے وقت کہہ لیا کر۔ اس نے کہا اس لفظ سے تو نہیں یاد کروں گا۔ میں نے کہا اچھا قلب کی طرف متوجہ ہو کر دل سے تو ہی تو، تو ہی تو، کہتا رہ۔ اس پر وہ راضی ہو گیا۔ چند روز کے بعد اس کے دل میں توجہ الی اللہ پیدا ہو گئی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ فرمایا کہ ایک ہندو میرے پاس آیا اور کہا کہ میں روزانہ پچاس ہزار بار اللہ اللہ کرتا ہوں، اس کی برکت سے ماسوا سے اعراض ہو گیا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اپنی اِن آنکھوں سے اس کے دل میں کیفیت دیکھی ہے، لیکن کفر کی وجہ سے کیفیت مکدرہ تھی۔ کیفیت نورانی سوائے ذکر ایمانی کے نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ اس ہندو سے مجھ کو نہایت حسرت ہوئی کہ باوجود ظلمت کفر ایک دم بھی یادِ الٰہی سے غافل نہیں ہوتا اور میں باوجود نور ایمان غافل ہوں۔ (یہ فقرہ کسر نفسی کے طور پر فرمایا)۔ فرمایا کہ طالب کیفیت خدا پرست نہیں ہے۔ ذکر کرنا چاہیے خواہ کیفیت پیدا ہو یا نہ ہو۔ ذکر فی نفسہٖ عبادت ہے۔ فرمایا کہ ہر روز پچیس ہزار مرتبہ اسم ذات اللہ اللہ دل کے ساتھ کرنا ضروری ہے۔ فرمایا کہ جمعیت باطنی کی یہ تعریف ہے کہ تشویش آئندہ و گذشتہ دل میں نہ آئے۔ فرمایا کہ فقیر دل کی مراد سے خالی ہونے کو کہتے ہیں نہ کہ ہاتھ کے خالی ہونے کو۔ فرمایا کہ منصورؒ نے لغزش کھائی اور زمانہ میں کوئی ایسا نہ تھا کہ ان کی دستگیری کرتا، اگر میرے زمانہ میں ہوتا تو میں بیشک ان کی مدد کرتا، اس حالت سے نکال کر حالت فوق پر لے جاتا۔ فرمایا کہ تربیت کی دو قسمیں ہیں: تربیت جمالی اور جلالی۔ تربیت جمالی سے سب راضی رہتے ہیں، موافق نفس ہے۔ لیکن تربیت جلالی پر قائم رہنا نہایت دشوار اور مردانِ دین دار کا کام ہے۔ فرمایا کہ حقیقت رضا بجز فنائے کامل حاصل نہیں ہوتی اور اسی وجہ سے

اتفاق اس پر ہے کہ رضا آخرت کے مقامات سے ہے۔ فرمایا کہ اس زمانہ میں کوئی عمل تصفیہ قلب کے واسطے اولیاء اللہ کے اذکار کی کتاب کے مطالعہ کرنے سے بہتر نہیں ہے۔ فرمایا کہ میرے پیرؒ نے مجھ کو دو نصیحتیں کی ہیں؛ ایک یہ کہ لوگوں کے عیب کی نیکی کی طرف تاویل کرنا اور دوسرا یہ کہ اپنی نیکی کی عیب کی طرف تاویل کرنا۔ میں نے عرض کیا کہ اس سے تو امر بالمعروف موقوف ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو کسی میں ہی نہیں معلوم ہوتا کہ اس کو امر بالمعروف کیا جائے، ہر ایک کو نیک ہی جانتا ہوں۔ فرمایا کہ حضرت سعدی شیرازیؒ نے فرمایا:

مرا پیر دانائے مرشد شہاب دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ برخویش خود بیں مباش دوم آنکہ برغیر بد بیں مباش

ترجمہ: ''مجھے میرے پیر دانا حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردیؒ نے دریا پر یہ دو نصائح کیں۔ ایک یہ کہ خود بیں نہ بننا اور دوسری یہ کہ غیر کی بد بینی اور تحقیر نہ کرنا۔''

کرامات

ایک روز ایک ہندو برہمن کا خوبصورت بچہ مجلس شریف میں اتفاقاً آ گیا۔ سب اس کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ کی نظر عنایت اس پر ہو گئی۔ اس نے کلمۂ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

ایک صالحہ ضعیفہ عورت کے جوان لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ آپ اس کی تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔ دوران تعزیت فرمایا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تم کو فرزند نعم البدل عطا فرمائے۔ اس عورت نے عرض کیا کہ حضرت میں بھی اب ضعیف ہو گئی ہوں اور میرا خاوند بھی ضعیف ہو گیا ہے، اب کیا اولاد ہو گی؟ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ قادر ہے۔ بعد ازاں آپ وہاں سے اٹھ کر ایک مسجد میں تشریف لائے اور وضو فرما کر دو رکعت نماز پڑھی اور اس عورت کے فرزند عطا ہونے

کے لئے دعا فرمائی۔ بعد دعا آپ نے ہمراہی سے فرمایا کہ اس عورت کے ہاں فرزند ہونے کے لئے دعا کی تھی اثر اجابت پایا گیا، انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا ہوگا۔ حضرت کی بشارت کے مطابق اللہ کریم نے اس کو فرزند عطا فرمایا اور وہ جوان ہوا۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا لڑکا دو مہینہ سے گم ہے، دعا فرمائیں کہ مل جائے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ تو تیرے گھر ہے۔ وہ اس بات سے نہایت حیران ہوا کہ میں ابھی گھر سے آرہا ہوں۔ خیر وہ حضرت کے فرمانِ عالیٰ کے مطابق گھر آیا تو دیکھا کہ واقعی لڑکا گھر آگیا ہے۔

وصال شریف

جب مرض وصال شریف شروع ہوا اس میں بواسیر اور خارش نے غلبہ کیا۔ آپ کی اکثر عادت تھی کہ وقت مرض اکثر وصیت نامہ تحریر فرماتے اور زبانی نصائح برائے دوام ذکر و پرداخت نسبت و اخلاق حسنہ و معاشرت اور مجاری فیض پر عدم چون چرا اور اتحاد بین المسلمین و مابین برادران طریقت اور فقر و قناعت توکل و تسلیم و رضا کی فرماتے۔ فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبندؒ نے فرمایا تھا کہ میرے جنازہ کے آگے فاتحہ یا کوئی آیت شریف یا کلمہ طیّبہ نہ پڑھنا کہ بے ادبی ہے، بلکہ یہ دو بیت پڑھنا:

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو — شیئا للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما — آفرین بر دست و بر بازوئے تو

ترجمہ: ”ہم مفلس آپ کے کوچہ میں آئے ہیں، اللہ کے لئے اپنے رخ انور کی جھلک دکھایئے۔ ہمارے زنبیل کی طرف اپنے کرم کا ہاتھ کھولیے۔ آپ کے ہاتھ اور بازو پر صد آفرین۔“

وفدت علی الکریم بغیر زاد — من الحسنات والقلب السلیم
فحمل الزاد اقبح کل شئی — اذا کان الوفود علی الکریم

ترجمہ: میں اپنے رب کریم کی طرف بغیر زادِ راہ لیے جا رہا ہوں۔

میرے پاس نہ کوئی نیکیاں ہیں اور نہ ہی قلب سلیم ہے۔ زادِ راہ کا اٹھانا اس حالت میں جب کہ خدا تعالیٰ کی رحمت پر پورا بھروسہ ہو، ہر چیز سے ناپسندیدہ ہے۔

بتاریخ ۲۲-صفر ۱۲۴۰ھ بروز شنبہ آپ نے وصال فرمایا۔ نمازِ جنازہ مسجد دہلی میں حضرت شاہ ابوسعیدؒ نے پڑھائی اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہیدؒ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

جزاوّل

رسالہ سبع سیارہ

بیعت کی قسموں اور پیری مریدی کی شرطوں کے بارے میں مریدوں میں مرشدوں کے آثار کی تاثیر، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر بالخیر، ایک ولی کی فضیلت دوسرے پر (بغیر حجۃ اور دلیل کے) نہ دینا، سماع وموسیقی کے حدود اور درویشی وقناعت کی زندگی، توحید کی قسمیں، مرید کو مرشد کی طرف سے اجازت اور جانشینی کے بارے میں بدعتوں (یعنی اپنی طرف سے دینی باتیں بنانے)، غیر شرعی اور کافروں کے رسم ورواج کے بارے میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جزاوّل

رسالہ سبع سیارہ

بیعت واقسام بیعت

بعد حمد وصلوٰۃ فقیر عبداللہ معروف غلام علی قادری نقشبندی مجددی عفی عنہ گزارش می نماید کہ دریابند کہ بیعت بمعنی عہد کردن است واستوار بودن بران ومعمول است در طریق حضرات صوفیہ وآن سنت اصحاب کرام (رسول خدا) است رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ بیعت سہ قسم است۔ بیعت اوّل توبہ کہ بردستِ بزرگے برترکِ گناہاں بیعت نماید و آن از گناہ کبیرہ شکستہ گردد وباز مکرر بیعت بکند و درِغیبت اختلاف است و بہ تحقیر مسلمانے غیبت گفتن وبیان مناقص البتہ کبیرہ بود۔

بیان معائب اساتذہ کہ در وثوق ایں ہا قصور است و معائب مشائخ مبتدع لازم است تا مسلمانان پرہیز نمایند۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جزاوّل

رسالہ سبع سیارہ

بیعت واقسام بیعت

اللہ پاک جل جلالہٗ کی حمد وثنا اور رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام کے بعد فقیر عبداللہ عرف غلام علی قادری نقشبندی مجددی عفی عنہ گزارش کرتا ہے کہ جاننا چاہیے کہ بیعت کے معنی ہیں عہد و پیمان کرنا، پھر اس پر مضبوطی اور پابندی کے ساتھ کاربند رہنا۔ بیعت کرنا صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں معمول اور جاری وساری عمل ہے اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سنت وطریقہ ہے۔

بیعت تین قسم کی ہے۔ پہلی قسم یہ ہے کہ آدمی کسی بزرگ کے ہاتھ پر گناہ چھوڑنے کی توبہ کرے۔ (اس قسم کی بیعت کا حکم یہ ہے) کہ یہ گناہ کبیرہ سے ٹوٹ جاتی ہے، اسے چاہیے کہ دوبارہ بیعت کرے۔ غیبت (یعنی پیٹھ پیچھے کسی کے عیوب بیان کرنے) میں اختلاف ہے کہ یہ گناہ کبیرہ ہے کہ نہیں البتہ کسی مسلمان کی آبروریزی، بدنامی اور ذلیل کرنے کی نیت سے جو غیبت کی جائے اس کے گناہ کبیرہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

(اس ضمن میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ) جن اساتذہ اور علماء کے علمی وثوق اور پختگی میں کمی ہو (یعنی ان کی بعض باتیں کمزور ہوں) اور اسی طرح وہ پیر فقیر جو اپنی طرف سے باتیں گھڑتے ہوں اور صوفیاء کرام کے صحیح اصول سے روگردانی کرتے ہوں، ان کے بارے میں لوگوں کو خبردار کرنے کی نسبت سے گفتگو کی جائے، تاکہ لوگ ان سے بچ سکیں تو اسے غیبت شمار نہیں کیا جائے گا۔

دوّم بیعت برائے انتساب بخاندانے بجہت حصول بشارات کہ دران خاندان است و امید شفاعت آنہا مثلاً قادری می شود تا در بشارت حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کہ فرمودہ اند مریدان من بے توبہ نہ میرند، شامل شود تکرار ایں بیعت ضرور نیست۔

سوّم بیعت برائے استفادہ از خاندانے می نماید۔ پس اگر اشغال و اذکار و مراتب اخلاص آن بزرگان چندے بجا آوردہ و فائدہ نیافت، لازم صدق طلب است کہ بخاندانے دیگر رجوع نماید۔ اگر مرضی مرشد باشد یا نہ، باز بیعت بدست مرشد ثانی کند و از پیر اوّل انکار نہ کند کہ قسمت او آنجا نہ بُود و اگر در شریعت و طریقت او فتورے یافتہ و بہ اہل دنیا و طلب دنیا مبتلا گردیدہ از مرشدی دیگر فیض باطن و محبت و معرفت حاصل نماید۔

طفل کہ باتباع کسے بیعت کردہ است، بعد رسیدن او بشعور و عقل مختار است ہر جا کہ خواہد بیعت نماید یا برہماں بیعت پیر اوّل باشد، اگر شائستہ پیر است۔

شناخت پیر

پیر کسے است کہ متبعِ سنت پیغمبرِ خدا علیٰ صاحبہا الف الف من صلوٰہ والتحیۃ باشد، ظاہراً و باطناً و تارک بدعت و بر عقیدہ بزرگان سلف مانند حضرت غوث الثقلین و شیخ الاسلام گنج شکر رحمۃ اللہ علیہم مستقیم بود و از علم ضروری فقہ بہرہ داشتہ باشد، اگر حدیث

دوسری قسم اس خیال سے بیعت کرنا کہ بزرگوں کے کسی خاندان (گروہ) کے ساتھ اس کی نسبت ہو جائے، تاکہ وہ بشارتیں حاصل ہو جائیں جو اس خاندان کی خصوصیات میں سے ہیں اور اس نسبت سے کہ ان کی شفاعت سے بہرہ ور ہو۔ مثلاً قادری سلسلے میں بیعت ہو جائے، تاکہ غوث الثقلین حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی بشارت میں ہو کہ آپ نے فرمایا کہ میرے سلسلے کے مرید بغیر توبہ کے نہیں مریں گے (اس بیعت کا حکم یہ ہے کہ یہ گناہ کبیرہ سے نہیں ٹوٹتی لہٰذا) یہ بیعت دوبارہ کرنی ضروری نہیں۔

تیسری قسم وہ بیعت ہے جو کسی خاندان سے استفادہ کی نیت سے کی جاتی ہے۔ تو اگر یہ شخص اس خاندان کے متعلقہ ذکر و وظائف اور مراتب اخلاص (یعنی ان بزرگوں کے ذکر و فکر کے خاص انداز) اختیار کر لے اور کچھ ہاتھ نہ آیا تو اس کے لیے سچائی کے ساتھ طلب لازمی ہے کہ کسی اور بزرگوں کے خاندان کی طرف رجوع کرے اور دوسرے مرشد کے ہاتھ پر بیعت کرے، خواہ پہلے مرشد کی رضا ہو یا نہ ہو، لیکن ان کی بزرگی کا انکار نہ کرے، بلکہ یہ خیال کرے کہ میری قسمت وہاں نہیں تھی۔ اور اگر مرید اپنے مرشد کو شریعت کی پابندی اور طریقت کے اصول میں کوتاہی اور سستی پائے اور دنیا والوں اور دنیا کی محبت میں سرگرداں پائے تو کسی دوسرے مرشد سے فیض باطنی اور محبت و معرفت حاصل کر لے۔

مسئلہ: اگر کسی نابالغ بچے نے کسی کے کہنے پر کسی مرشد سے بیعت کی ہے تو سمجھ بوجھ تک پہنچنے کے بعد اس کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے، کسی مرشد سے بیعت کر لے یا اس پہلے مرشد کی بیعت پر قائم رہے بشرطیکہ وہ مرشد کامل ہو۔

پیر کی پہچان

پیر وہ کہلاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کا ظاہراً و باطناً پابند ہو اور اس کا دامن بدعت سے داغ دار نہ ہو اور بزرگانِ دین، جیسے حضرت غوث الثقلین عبدالقادر جیلانی اور شیخ الاسلام گنج شکر رحمۃ اللہ علیہم کے عقیدے پر قائم ہو اور ساتھ فقہ کے ضروری مسائل سے باخبر ہو اور وہ

مشکوٰۃ شریف وتفسیر قرآن مجید در مطالعہ دارد و بر کتب اخلاق صوفیہ مثل منہاج العابدین و کیمیائے سعادت حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ و مانند آن و کتب احوال بزرگان وملفوظات آنہا مزاولت نماید برائے تصفیہ وتزکیہ بسیار مفید است واز دنیا واہل آن احتراز بکند وتعمیر اوقات بوظائف واعمال نیک وخلوۃ واز وانماید۔

امید از اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ و یاس از ماسوا لازم شناسد۔ یاد نمودن قرآن مجید اگر متعذر است چند جز آن تلاوت نمودہ باشد و بکثرت ذکر از کیفیات باطن بہرہ مند بود توبہ وانابت وزہد وورع وتقویٰ وصبر وقناعت وتوکل وتسلیم ورضا طریقہ خود دارد واز دیدن او اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یاد آید ودل را صفائے از خواطر دست دہد۔

اگر چشتی است از صحبت او ذوق وشوق وگرمی و بیتابی دل وترک وتجرید دست دہد۔ واگر قادری است صفائے قلب ومناسبت بعالم ارواح وملائک واز گذشتہ وآئندہ علمے نقد وقت او شود۔ واگر نقشبندی است حضور وجمعیت ونسبت یادداشت و بے خودی و جذبات و واردات دست دہد واگر مجددی است آنچہ در لطائف فوقانیہ کیفیات وصفاؤ لطافت نسبت باطنی وانوار واسرار کہ در طریقہ مجددیہ مقرر است، پیدا شود۔ اگر در صحبت او این احوال ظہور نکند توان گفت، شعر:

صحبتِ نیکاں ز جہاں دور گشت
خانہ عسل خانہ زنبور گشت

مشکوٰۃ شریف کی احادیث اور قرآن کریم کی تفسیر کا مطالعہ رکھتا ہو۔ نیز صوفیاء کرام کی اخلاقی کتابیں مثلاً امام غزالیؒ کی منہاج العابدین اور کیمیائے سعادت اور ایسے ہی بزرگوں کے باطنی احوال اور ملفوظات کی کتابوں کے پڑھنے میں پابندی سے تعلق رکھے تو دل کی اور نفس کی صفائی اور پاکی کے لیے کافی مفید ہے اور دنیا اور اہلِ دنیا سے جدائی اختیار کرے اور اپنے اوقات کو سلجھانے کے لیے نیک اعمال کی پابندی اور خلوت و کنارہ کشی اختیار کرے۔

اللہ سے رضا کی امید اور مخلوق سے مایوسی اپنی عادت بنائے۔ اگر قرآن پاک کا حفظ کرنا مشکل ہو تو قرآن پاک کے کچھ حصے کی تلاوت کرتا رہے اور کثرت ذکر کے ساتھ باطن کی کیفیات اور برکات سے فائدہ اٹھاتا رہے۔ نیز توبہ، انابت، زہد، ورع، تقویٰ، صبر، قناعت، توکل، تسلیم اور رضا اپنا شیوہ ٹھہرائے اور ایسے مرشد کو دیکھنے سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یاد آئے اور اپنے دل کو غلط ارادوں سے صاف پائے۔

اگر مرشد چشتیہ میں سے ہیں تو ان کی صحبت اور فیض سے ذوق وشوق اور دل میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بے پناہ محبت اور دنیا اور اہلِ دنیا سے جدائی وتنہائی حاصل ہو جائے اور اگر سلسلہ قادریہ میں سے ہیں تو دل کی صفائی، عالمِ ارواح اور فرشتوں سے تعلق اور ماضی اور مستقبل کے بعض واقعات کا منکشف ہونا اور اگر نقشبندی بزرگوں میں سے ہیں تو ان کی صحبت میں حضور یعنی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی مسلسل یاد، جمعیت یعنی اطمینان قلب نسبت یادداشت اور بے خودی یعنی اپنے اور مخلوق سے بے پرواہی وجذبات، یعنی جوش وخروش و واردات وانکشافات حاصل ہوں اور اگر بزرگانِ مجددیہ سے متعلق ہیں تو لطائف فوقانیہ میں جو کیفیات دل کی صفائی باطنی نسبت کے لطائف اور وہ انوار واسرار جو سلسلہ مجددیہ میں موجود ہیں، پیدا ہو جائیں اور اگر مرشد کی صحبت میں یہ چیزیں حاصل نہ ہوں تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ:

صالحین کی صحبت دنیا سے اٹھ گئی
اور شہد کا چھتہ بھڑوں کا چھتہ بن گیا

شناخت مرید

مرید کسے ہست کہ آتش طلبِ آرزو ہااز باطنِ او بسوز دو در دِمحبتِ (اللہ سبحانہ وتعالیٰ) بے قرار دارد۔ سحر خیز واز دیدہ حسرت اشک ریز باشد۔ ناکامی و خاکساری شعار او از گذشتہ شرمساری واز آئندہ ترس کاری کار او تقسیم اوقات بر اعمال خیر مقرر نماید در قضایا صبر وعفو ونظر بر مشیت حضرت حق سبحانہٗ لازم گیرد۔

و بہ تقصیر خود معترف باشد و مردم را معذور داند و بر ہر نفس آگاہ از ذکر حق سبحانہٗ باشد، مبادا کہ ایں نفس آخریں بود واز غفلت برآید و در محاورات از پرخاش والزام خصم اجتناب نماید، مبادا بہ دلے آزار برسد کہ خانہ خدا است سبحانہٗ۔ ذکر اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بخیر کند، بلکہ موافق حدیث شریف در این واقعات سکوت اولیٰ است کہ طعن اینہا تا دور میرسد، تا کہ از طعن اینہا دوری میسر شود۔ ہرگاہ حاضران کہ تہذیب نیافتند کہ جانفشانیہا کردہ اند، غائباں را چہ توقع؟ و دوستی ایں ہا بہ دوستی حبیب اللہ است ﷺ۔

و در اولیائے کرام بگمانِ خود تفضیل یکے بر دیگرے نکند۔ یکے را فضل دادن بہ نَص و اِجماع صحابہ می شود رضی اللہ عنہم۔ جنون محبت از اعتبار ساقط است۔

سماع

سماع را بزرگان شنیدہ اند بے مزامیر و بے حضور امارد و نساء و اجتماع نا اہلان۔ در

شناخت مرید

مرید وہ ہے کہ جس کے سینہ سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے امیدوں کی آگ بھڑکے اور اللہ کی شدت محبت اس کو بے چین کردے۔ تہجد گزار ہو۔ اس کی نگاہ حسرت کے آنسو بہانے والی ہو۔ ناکامی وخاکساری اور گذشتہ سے شرمساری اس کا شعار ہو اور آئندہ کے لیے خوفِ الٰہی اس کا کام ہو۔ دنیا کی بے مرادی عاجز نفسی اس کا شیوہ ہو۔ اپنے کئے ہوئے پر شرمندہ اور اپنے اوقات کی تقسیم نیک اعمال کے لیے مقرر کرے اور واقعات وحوادثات میں صبر و حوصلہ اور عفو ودرگزر کر کے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تقدیر پر راضی ہو۔

ہر وقت اپنی تقصیر وکوتاہی کا اعتراف کرتا رہے اور مخلوق کو بے قصور سمجھے اور ہر سانس اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی یاد سے آگاہ رہے، شاید کہ یہ آخری سانس ہو اور غفلت سے نکل جائے اور عام گفتگو میں لڑائی جھگڑوں، سخت گوئی اور مقابل پر الزام تراشی سے پرہیز کرے۔ ایسا نہ ہو کہ کسی دل کو ٹھیس پہنچے کیونکہ دل اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا گھر ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر خیر وبھلائی سے کیا کرے، بلکہ حدیث کی رُو سے (صحابہ کرامؓ کے اختلافات کے بارے میں) خاموشی بہتر ہے، تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے میں کچھ کہنے سے دوری میسر ہو۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی صحبت یافتہ تہذیب نہ پا سکے باوجودیکہ انہوں نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے ہیں تو ان کے سوا اوروں سے کیا خیر کی توقع ہوگی؟ جبکہ ان کی دوستی اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کی دوستی سے وابستہ ہے۔

اور اولیاء کرام میں اپنے گمان سے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دے، کیونکہ کسی کو فضیلت دینا قرآن وسنت اور اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہوسکتا ہے اور کسی ایک سے غیر اختیاری محبت کے جذبہ کا کوئی اعتبار نہیں۔

سماع

سماع بزرگوں سے آلات موسیقی کے بغیر، عورتوں اور خوبصورت نوعمر لڑکوں اور نااہل

صحبت مبارک حضرت سلطان المشائخ ملاہی ہرگز نہ بُود، گریہ بُود وسوزِ جگر، چنانچہ در فوائدالفواد وسیرالاولیاء مفصل مذکوراست۔

خلافِ پیران کبار دل ہاراسیاہ می نماید۔ قلت سماع برائے بسط قبض باطنی یا زیادتی انبساط یا برائے ورد ومعانی کہ دراشعار محبت ورقت قلب می شود، مقرر نمودہ اند نہ برائے اجتماع غافلاں۔ واین مجامع برچنیں سماع فسق است زنہار ازاں پرہیز بکند۔ اگر کسے ملاہی راجایز داشتہ از غلبہ حال معذور است، اتباع آن منع است موافق شرع شریف۔

ذکر جہر

ذکر جہر برائے علاج دل مقرر نمودہ اند۔ خفی اولیٰ است ہروقت می شود وفضل ذکرخفی برجہر ثابت است از روئے حدیث شریف جہر برائے حرارت (در) دل ورفع کسل چندبار بتوسط جائز تواند شد۔

وحدۃ وجود وشہود

از غلبہ محبت کہ بکثرت اذکار وریاضات می شود اسرار توحید ظاہر می گردد وآں دیدن یک ہستی است در ممکنات نہ دانستن وممکنات راعین ذات حق سبحانہٗ وتعالیٰ گمان نمودن و بہ تقلید اربابِ حال، بوہم وخیال ایں معرفت برزبان راندن وخودرا موحد گرفتن دوراست ازعقل وشرع۔ حضرت رکن الدین ابوالمکارم علاء الدولہ سمنانی و حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما واتباع ایشاں دیدہ اند ودریافتہ اند کہ معرفتے

کے بغیر سننا ثابت ہے۔ حضرت سلطان المشائخؒ کی محفل میں کوئی خلافِ شرع حرکت نہیں ہوا کرتی تھی۔ اگر کچھ ہوتا تو وہ گریہ اور سوزِ جگر ہوتا تھا جیسا کہ فوائد الفواد اور سیر الاولیاء جیسی کتابوں میں وضاحت سے موجود ہے۔

بزرگوں کی ہدایات کی خلاف ورزی دل کو بے نور کر دیتی ہے۔ تھوڑا سا سماع قبض باطنی تنگی اور اضطراب دل کو دور کرنے کے لیے بسط کو حاصل کرنے اور درد وسوز کو بڑھانے، ذوق ولطافت کے حصول کے لیے جو اشعار محبت (خداوندی) میں میسر ہوتا ہے اور دل کی نرمی کا سبب بنتا ہے۔ بعض بزرگوں نے ایک واسطہ کے طور پر اس (سماع) کو جائز رکھا تھا نہ کہ غفلت کی محفلیں سجانے کی خاطر۔ اور محفل سماع مذکورہ شرائط کے بغیر فسق و فجور میں داخل ہے۔ خبردار ایسی صورت میں پرہیز لازمی ہے۔ اگر کسی صوفی نے مطلقاً گانے بجانے کو جائز قرار دیا ہو تو اپنے جذبات سے مجبور ہے۔ شریعت کی رُو سے اس کی پیروی کرنا درست نہیں۔

ذکر جہر

ذکر جہر دل کے علاج کے لیے تجویز کیا ہے، لیکن ذکر خفی بہتر ہے، کیونکہ ہر وقت ہو سکتا ہے اور حدیث شریف کی رُو سے خفی کی فضیلت ذکر جہری پر ثابت ہے۔ دل کی حرارت پیدا کرنے اور سستی دور کرنے کی خاطر ذکر چند بار معتدل آواز سے درست ہے۔

وحدت وجود اور شہود

غلبۂ محبت کی وجہ سے، جو کثرت اذکار اور ریاضات سے حاصل ہوتا ہے، توحید باری کے اسرار و رموز منکشف ہوتے ہیں اور وہ تمام مخلوقات میں ایک خالق باری تعالیٰ کو دیکھتا ہے نہ کہ مخلوقات کو۔ حق سبحانہٗ کے ساتھ ایک ماننے کا خیال کرنا اور اپنے وہم وخیال سے وجد و حال کے بزرگوں کی پیروی میں اس بارے میں زبان سے کچھ کہنا اور خود کو موحد سمجھنا عقل و شرع کی رُو سے درست نہیں۔ حضرت رکن الدین ابوالمکارم علاء الدولہ سمنانیؒ اور حضرت امام مجدد الف ثانیؒ

سوائے ایں معرفت نیز حاصل می شود موافق مذاق انبیاء است علیہم السلام۔

درویشی وقناعت

درویشی باخدا بودن وحسن اخلاق و اتباع شریعت است، دل از خاطر غیر پیراستہ وظاہر باتباع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آراستہ ودوام حضور کہ آں را مرتبہ احسان گویند، لازم باطن گردیدہ عجب سعادتے است۔ اگر عطا کنند محروم ندارند۔

توحید افعالی

توحید افعالی افعال را از فعل یک فاعل دیدن وتوحید صفاتی را پر تو صفات حق سبحانہٗ یافتن توحید ذاتی وذوات را در ذات اوتعالیٰ محو دیدن از اولیائے کرام مروی است۔

تا یار کرا خواہد و میلش بہ کہ باشد

اجازت وخلافت

کسے اگر نسبت وحالاتِ باطن کسب نماید وتہذیب اخلاق وصبر وتوکل و قناعت ورضا وتسلیم وترک دنیا کند وشائستہ ایں مرتبہ بلند باتباع سلف صالح او را اجازت باشد باید داد و بے حصول حالات وکیفیات باطن بمجرد تلقین اذکار اجازت دادن حرام است وخلاف پیران کبار۔ یکے را مغرور ساختن و دیگرے را محروم

اوران کے پیروکاروں نے دیکھا اور پایا ہے، یعنی منکشف ہوا کہ ایک اور معرفت اس معرفت کے علاوہ بھی حاصل ہوتی ہے، جو انبیاء علیہم السّلام کے مزاج کے مطابق ہے۔

درویشی اور قناعت

ہر وقت اللہ تعالیٰ کی لَو لگانا، حسن اخلاق اور شریعت کی پابندی کرنا اور اس کا دل غیر اللہ سے فارغ ہوتا ہے اور اس کی وضع قطع رسول اللہ ﷺ کی پیروی سے مزیّن ہوتی ہے اور دوام حضور، یعنی ہر لحہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنا اور اس کی ذات باری کا ہر وقت آنکھوں کے سامنے ہونا، جس کو مرتبہ احسان پکارا جاتا ہے اس کے دل کا لازمہ ہو جائے ایک بہت بڑی سعادت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ عطا کر دے اور اس سے محروم نہ رکھے۔

توحید افعالی

توحید افعالی یہ ہے کہ تمام کاموں کو ایک کرنے والے کے کرنے سے جاننا۔ توحید صفاتی یہ ہے کہ تمام مخلوقات کی صفات حق سبحانہٗ کی صفات کا عکس جاننا اور توحید ذاتی کا حاصل یہ ہے کہ تمام ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کی ہستی میں محو پانا، جیسا کہ اولیائے کرام سے مروی ہے۔ مصرع: ''تعجب ہے اس محبت کے دعوے دار پر کہ محبوب ایک کو رکھتا ہے اور محبت دوسرے سے رکھتا ہے۔''

اجازت اور خلافت

جب کوئی مرید اپنے سے پوری پوری نسبت قائم کر کے حالات باطنی، یعنی راہ سلوک کی منازل طے کر لے اور اپنے اخلاق و عادات کو سدھارے اور صبر و توکل رضا و تسلیم اور ترک دنیا اختیار کرے اور اس بلند مرتبہ پر سلف صالحین کی تابعداری میں متصف ہو چکا ہو تو مرید اجازت و خلافت کا مستحق ہے۔ باطن کے حالات و کیفیات حاصل ہوئے بغیر صرف ورد و وظائف کی تلقین

گردانیدن دور است از عقل و شرع۔

اللہ تعالیٰ شمارا و ایں پیر عمر ضائع کردہ را رضائے خود و رضائے حبیب خدا ﷺ و اشتیاق لقائے خود کرامت فرماید۔

خدایا بحق بنی فاطمہؓ
کہ برقول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آل رسولؐ

نماز باجماعت

بدانکہ نماز باجماعت و باطمانیت در رکوع و سجود و قومہ و جلسہ از پیغمبر خدا ﷺ ثابت است۔ قومہ و جلسہ بعضے فرض گفتہ اند۔ قاضی خان از مفتیان حنفیہ واجب گفتہ و بہ ترک آن بسہو سجدہ سہو واجب می گوید۔ و اگر عمداً ترک کند باعادہ نماز قائل است، کسے کہ سنت مؤکدہ گفتہ است آن قریب است بواجب۔ ترک سنت باستخفاف کفر است۔ در قیام کیفیتے جدا است و در رکوع جدا و در قومہ و جلسہ و سجود و قعود حالات و کیفیات متنوع دست می دہد۔

نماز جامع انواع عبادات است۔ تلاوت و تسبیح و درود و استغفار و دعا را شامل ست۔ اشجار گویا در قیام اند، حیوانات در رکوع، جمادات در قعدہ، نماز مشتمل بعبادات ہمہ ایں ہا است۔ نماز در معراج فرض شدہ کسیکہ بطریق مسنون صاحب معراج ﷺ ادا نماید، بعروجے در مقامات قرب برسد۔ ارباب ادب و حضور عروجہا در نماز می یابند، خدا و رسول ﷺ او احسانے برامت کردہ اند کہ نماز را فرض نمودہ اند۔ پس او را است منت و احسان و و یرا است صلوٰۃ و تحیہ و ثنا۔

کرنے سے اجازت دینا حرام ہے۔ بزرگوں کے طریقہ مشہور کے خلاف کرتے ہوئے کسی کو خلافت دے کر مغرور بنا دینا اور دوسرے کو محروم کر کے مایوس ٹھہرانا عقل و شرع سے بعید ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور اس عمر ضائع کردہ بوڑھے کو اپنی رضا اپنے حبیب ﷺ کی رضا نصیب فرمائے، اپنے دیدار کے شوق سے نوازے۔

ترجمہ: ''اے میرے مولا! حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد کے وسیلہ سے میرا خاتمہ بالایمان ہو۔ اگر تو میری دعا قبول کرے یا نہ کرے لیکن میرے ہاتھوں سے آلِ رسول ﷺ کا دامن نہ چھوٹے۔''

نماز باجماعت

نماز باجماعت میں رکوع سجدہ قومہ و جلسہ میں طمانیت اور خشوع رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ بعض علماء نے تعدیل ارکان کو فرض لکھا ہے۔ احناف کے مفتیوں میں قاضی خانؒ نے واجب لکھا ہے اور ان کے چھوٹ جانے سے سجدہ سہو واجب کہا ہے اور اگر ارادتاً چھوڑ دے تو نماز کے لوٹانے کے قائل ہیں اور جن فقہاء نے تعدیل ارکان کو سنت مؤکدہ کہا ہے ان کا قول واجب کے قریب ہے۔ سنت کو معمولی اور حقیر سمجھنا کفر ہے۔ قیام کی کیفیت اور خشوع و خضوع جدا ہے اور رکوع، سجدہ، جلسہ، قعدہ کے حالات، کیفیات اور طمانیت جدا جدا ہوتی ہیں۔

نماز تمام عبادات کا مجموعہ ہے۔ مثلاً تلاوتِ قرآن کریم، تسبیح و درود، استغفار اور دعا پر مشتمل ہے۔ درخت گویا کہ قیام میں ہیں، حیوانات رکوع میں، جمادات قعدہ میں جبکہ نماز ان کی عبادات پر بھی مشتمل ہے۔ نماز شب معراج میں فرض ہوئی۔ اگر کوئی آدمی صاحبِ معراج رسول اللہ ﷺ کے مسنون طریقے سے ادا کرے تو وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی جناب میں بہت اونچے مقام پر فائز ہو جائے گا۔ اخلاص اور سنت کے پابند حضرات اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا قرب و جوار نماز ہی میں ڈھونڈ پاتے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے

دو نماز عجب صفائے و حضورے حاصل می شود۔ پیر ما فرمودہ کہ در نماز اگر چہ رؤیت نیست حالتے کالرؤیت می باشد وایں از مجربات است۔ وقتیکہ حکم تحویل قبلہ از بیت المقدس بسوئے قبلہ ابراھیم علیہ السّلام شد و یہود گفتند نماز ہا کہ بطرف بیت المقدس کردہ اید حکم آنہا چیست؟ آیت شریفہ نازل شد ما کان اللّٰہ لیضیع ایمانکم ای صلٰوتکم نماز را بہ ایمان تعبیر فرمودہ است۔ پس ضائع کردن نماز از طریق مسنون ضائع کردن ایمان است و فرمودہ ﷺ گردانیدہ شدہ است کہ خوشی و خنکی چشم من در نماز، یعنی ظہور و شہود۔ حضرت ذات حق است کہ چشم مرا راحت مے رساند۔ فرمود رسول اللہ ﷺ: ارحنی یا بلال باذان و اقامۃ۔ ”راحت رساں مرا یا بلال باذان و اقامت نماز“۔ کسے کہ راحت از غیر نماز فہمد، مقبول نیست کہ ایں تلاوت و انواع اذکار را متضمن است۔ کسے کہ نماز را ضائع می نماید، امور دیگر را از دین ضائع تر خواہد ساخت۔

روزہ

روزہ بکلام لغو و غیبت بے ثواب می گردد و غیبت محبط ثواب اعمال است، از ان احتراز واجب سخت بے عقلی بود کہ بجد و کد اعمال کردہ شود و ثواب آن حبط گردد۔ و اعمال

امت پر ایک بہت بڑا احسان فرمایا ہے کہ نماز جیسی عبادت کو فرض ٹھہرایا ہے۔ پس اسی ذات کے لیے احسان اور شکر گزاری ہے اور اسی کے لیے ہر قسم کی ثنا خوانی اور تمام تعریفیں ہیں۔

نماز میں عجیب قسم کی دلی صفائی اور حاضر باشی حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے مرشدؒ نے فرمایا ہے کہ نماز میں اگر چہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا ان آنکھوں سے دیدار نہیں ہوتا، لیکن جو کیفیت نصیب ہوتی ہے وہ دیدار سے کم نہیں اور یہ تجربہ شدہ بات ہے اور جب تحویل قبلہ کا حکم بیت المقدس سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے قبلہ بیت اللہ شریف کی طرف ہوا تو یہودیوں نے اعتراض کیا کہ جو نمازیں بیت المقدس کی طرف پڑھی ہیں، ان کا کیا حکم ہوگا؟ تو یہ آیت نازل ہوئی: ماکان اللّٰہ لیضیع ایمانکم ای صلوٰتکم ''اللہ تمہارے ایمان یعنی نمازوں کو ضائع کرنے والا نہیں ہے۔'' دیکھیے یہاں نماز کو ایمان ہی فرمایا ہے۔ پس نماز کو طریق مسنون سے ادا نہ کرنا ایمان کو ضائع کرنے کے مترادف ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور خوشی نماز میں رکھی گئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا دیدار اور حضور ہوتا ہے جو میری آنکھوں کو آرام وچین پہنچاتا ہے۔ (فرمایا: ان تعبدو اللّٰہ کانک تراہ کہ جب تو عبادت کرے تو ایسے ہو جیسے تو خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے)۔ چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ ارحنی یا بلال باذان و اقامۃ۔ ''اے بلال! مجھے راحت پہنچا اذان اور اقامت نماز سے۔'' اگر کوئی آدمی اپنے دل کا چین اور راحت نماز کے بغیر سمجھے تو ایسا شخص مقبول بارگاہ نہیں ہے، کیونکہ نماز تلاوت اور دیگر تمام قسم کے اذکار پر مشتمل ہے۔ جو شخص نماز ضائع کرتا ہے تو دین کے دوسرے احکام کا زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔

روزہ

فضول باتوں اور غیبت سے روزے کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے، کیونکہ غیبت نیک اعمال کے ثواب کو مٹا دیتی ہے، اس سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ سخت نادانی ہوگی کہ اتنی

بجناب کبریا سبحانہٗ عرض می شوند، بے ادبی بود کہ غیبت ولا یعنی بجناب پروردگار خود عم نوالہ روانہ کند۔

شنیدن سرود و تار و نغمہ و طنبور و دیدن رقص و ساختن نقل مزارات مقدسہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کہ عزیزاں اختیا کردہ اند، ننگ و عار مسلمانی است، تصویرات اکابر ساختہ بزیارت آں ہا توسل بجناب کبریا خواہند از اسلام نیست، نادیدہ صور بزرگان می سازند، ایں افترا است تاب اللہ علیہم۔

سیّد اسماعیل عالم و محدث سلمہ اللہ تعالیٰ و بارک فیما اعطاہ از مدینہ منورہ برائے کسب طریقہ مجددیہ پیش بندہ آمدہ بود۔ اور ابرائے زیارت آثار شریف در مسجد جامع فرستادم۔ رفت و زود تر برگشت۔ گفت آنجا ظلمت بتاں است، اگر چہ انوار پیغمبر خدا ﷺ ہم است۔ از مجاوراں پرسیدم کہ در درگاہ شریف آثار کیست؟ گفت: در صندوقے تصویرات بزرگان نہادہ شدہ اند۔ جزم کردیم کہ ایں ظلمت تصویرات است۔ آں حضرت ﷺ تصویر حضرت ابراھیم علیہ السّلام رابدست مبارکہ خود شکستہ اند۔ ایں عمل مبادا کہ ایں آیت شریفہ صادق آید: وما یؤمن اکثرھم باللّٰہ الا وھم مشرکون۔

مرغ چنگانیدن و کبوتر بازی و ہر لہو حرام است۔ سنگ تراشیدہ آں را قدم شریف پیغمبر خدا ﷺ قرار دادن این ہم مانند تصویر پرستی است۔ بجا آوردن رسوم کفار

محنت کوشش سے نیک اعمال کیۓ جائیں اوران کا ثواب تباہ ہوجاۓ اورانسان کے اعمال اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیۓ جاتے ہیں۔بے ادبی ہوگی کہ غیبت اوراپنی فضول باتیں اس محسن ذات عم نوالہٗ کی بارگاہ میں روانہ کرے۔

رقص وسروداور موسیقی کا سننا،حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور دیگر مزارات مقدسہ کی فرضی نقل بنانا، جو بعض پیروں فقیروں نے اپنی طرف سے یہ طریقہ گڑھ لیا ہے، جو مذہب اسلام کے لیے شرمساری اور رسوائی کی بات ہے اور بزرگوں کی تصویریں نقش کر کے جن کو بطور وسیلہ اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں، اسلام میں اس کا کوئی جواز نہیں ہے۔ بزرگوں کے دیکھے بغیران کی تصویراورنقش کا اتارنا جھوٹ اور بہتان ہے۔اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ ایسے لوگوں پر رحم کرے۔

سیّد اسماعیل سلمہ اللہ تعالیٰ و بارک فیما اعطاہ جو ایک عالم اور محدث ہیں، بندہ کے پاس مدینہ منورہ سے سلسلہ مجددیہ کے حاصل کرنے کے لیے آۓ تھے تو میں نے ان کو آثار شریف اور متبرکات کی زیارت کی غرض سے جامع مسجد دہلی میں بھیج دیا، وہ جاتے ہی فوراً واپس آگئے اور کہا کہ وہاں شرکیات کا اندھیرا ہے،اگر چہ رسول اللہ ﷺ کے انوارات بھی ہیں۔میں نے وہاں کے ایک مجاور سے پوچھا کہ درگاہ شریف میں کیا کیا آثار موجود ہیں؟ تو اس نے کہا کہ دیگر آثار کے علاوہ صندوق میں بزرگوں کی تصویریں بھی ہیں۔میں نے یقین کرلیا کہ یہ شرکیات کا اندھیرا انہی تصاویر کی وجہ سے ہے۔آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ میں رکھے ہوۓ بتوں کو جن میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی مورت اور تصویر کو بھی اپنے ہاتھ مبارک سے توڑا تھا۔اس شرکیہ عمل پر مبادا یہ آیت شریفہ صادق ہے: وما یؤمن اکثرھم باللّٰہ الا وھم مشرکون ۔یعنی:''اکثر لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوۓ بھی مشرک ہوتے ہیں۔''

مرغ لڑانا وکبوتر بازی اور ہر لہو حرام ہے۔پتھر کو تراش کر پیغمبر خدا ﷺ کا قدم شریف قرار دینا یہ بھی تصویر پرستی کے مصداق ہے۔کفار کے رسم ورواج کو اختیار کرنا مثلاً ہولی،

ہولی و دیوالی و بسنت و نوروز مجوسیاں تشبیہ بہ کافراں است۔ العیاذ باللہ۔ ہرگاہ پیراں بایں قبائح مرتکب باشند، مریداں راسندے حاصل شد۔ پیری و مریدی بتقویٰ میشود۔ کیفیت باطن و کشف و خرق عادت کفار راہم می شود و ریاضات و اشغال کہ سبب تسخیر جاہلاں می گردد۔ چنانچہ سیفی ہا و نقش و تعویذ نوشتن برائے کسب دنیا است، اعتبارے ندارد و اتباع پیغمبر ﷺ دین مسلمانی است و راہ قرب حق سبحانہٗ و ایں است طریق اصحاب کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم و نزول قرآن برائے ہمیں است۔ اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم برصراط پیغمبر خود و صراط اصحاب کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم ثابت دار۔ (آمین)

دیوالی، بسنت اور مجوسیوں کا نوروز جیسے تہواروں کو منانا کافروں سے مشابہت ہے۔اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔جب پیر حضرات ان بری باتوں میں لگ جائیں تو مریدوں کو اجازت کا پروانہ مل گیا۔پیری مریدی کا انحصار اور دارومدار تقویٰ پر ہے۔باطن کی کیفیات اور کشف و الہام خلاف عادت جیسی باتیں تو کافروں کو بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔ریاضتیں اور مجاہدے اشغال اور ضربیں لگانا جن سے جاہل اور عوام مسخر ہو جاتے ہیں جیسے سیفی جیسی دعائیں اور تیغ بندی اور نقش سلیمانی تعویز گنڈے لکھنا حصول دنیا کے لیے کی جاتی ہیں۔ان چیزوں کا کوئی اعتبار اور حیثیت نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ کی پوری پوری پیروی کرنی یہ اہل اسلام کا دین اور مذہب ہے اور یہی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بارگاہ میں بازیابی کا ذریعہ ہے اور یہی صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اجمعین کا طریقہ ہے اور قرآن مجید کا نزول فقط اسی لیے ہوا ہے۔**اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم**۔اللہ پاک ہمیں اپنے پیغمبر ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اجمعین کے سیدھے راستے پر قائم و دائم رکھے۔(آمین)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایضاح الطریقہ

بعد حمد و الصلوٰۃ فقیر عبداللہ المعروف غلام علی عفی عنہ گزارش می نماید کہ بست و دو سالہ بودم کہ ہدایت و عنایت بے غایت الٰہی سبحانہٗ شامل حال این فقیر گردیدہ بجناب فیض مآب فرید زماں و وحید دوران، مطلع انوار، منبع اسرار محی سنن نبویہ قیم طریقہ احمدیہ نقشبندیہ مجددیہ شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس اللہ سرہ العزیز رسانید۔ و مستفید شرف ارادت و بیعت بخدمت مبارک حضرت ایشان در خاندان علیہ قادریہؒ گردانید۔ آنحضرت اگرچہ افادہ و القائے نسبت شریفہ نقشبندیہ مجددیہ می فرمودند و این نسبت و اجازت آن از سیّد السادات سیّد نور محمد بدایوانیؒ گرفتہ اند و ایشان از خلفائے معرفت افزائے شیخ سیف الدینؒ خلیفہ و خلف الصدق عروۃ الوثقیٰ حضرت ایشان محمد معصوم بودند قدس اللہ سرہ العزیز، لیکن اجازت طریقہ علیہ قادریہ از روح پرفتوح حضرت غوث الثقلینؒ نیز دارند۔

می فرمودند بعد از انتقال حضرت سیّد بامر ایشان استفادہ از شیخ الشیوخ حضرت محمد عابد سنامی دہلویؒ کردیم و ایشان از خلفائے ہدایت فرمائے دلیل الرحمان حضرت شیخ عبد الاحد سجادہ نشین خازن الرحمۃ حضرت محمد سعید بودند قدس اللہ اسرار ہما۔ می فرمودند بخدمت حضرت شیخ الشیوخ محمد عابد سنامیؒ بجہت طلب اجازت از خاندان عالی شان قادریہ عرض نمودیم، قبول فرمودند و بحال فقیر توجہے نمودن غیبتے دست داد و درآں غیبت بجمال جہاں آرائے رسول خدا ﷺ مشرف شدیم۔ دیدیم کہ حضرت قدس اللہ سرہ بحضور مبارک ﷺ برائے اجازت آن خاندان برائے فقیر عرض می

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایضاح الطریقہ

بعد حمد وصلوٰۃ فقیر عبداللہ عرف غلام علی عفی عنہ گزارش کرتا ہے کہ میں بائیس سال کا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی بے حد عنایت میرے شاملِ حال ہوئی اور میں فیض مآب فرید زماں وحید دوران مطلع انوار، منبع اسرار محی سنن نبویہ قیم طریقہ احمدیہ نقشبندیہ مجددیہ شمس الدین، حبیب اللہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت میں پہنچا اور خاندان قادریہ عالیہ میں ارادت و بیعت کے شرف سے مستفید ہوا۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ اگرچہ نقشبندیہ مجددیہ خاندان سے مستفید تھے اور اسی خاندان کی نسبت مریدوں میں القاء کرتے تھے اور آپ نے یہ نسبت نقشبندیہ مجددیہ اور اس کی اجازت سیّد السادات حضرت سیّد نور محمد بدایوانیؒ سے حاصل کی تھی اور سیّد نور محمد بدایونیؒ حضرت شیخ سیف الدینؒ کے خلیفہ تھے جو عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے فرزند ارجمند تھے۔ حضرت مرزا قدس سرہ کو طریقہ قادریہ میں بیعت کرنے کی اجازت حضرت غوث الثقلینؒ کی روح پر فتوح کی طرف سے بھی تھی۔

فرماتے تھے کہ حضرت سیّد نور محمدؒ کے انتقال کے بعد ان کے حکم سے میں نے شیخ الشیوخ حضرت محمد عابد سنامیؒ سے استفادہ کیا۔ آپ حضرت شیخ عبدالاحد سجادہ نشین حضرت محمد سعیدؒ کے خلیفہ تھے۔ قدس اللہ اسرارہما۔ فرماتے تھے (حضرت مرزا صاحبؒ) میں نے حضرت شیخ عابدؒ کی خدمت میں خاندان عالی شان قادریہ میں طلب اجازت کے لیے عرض کیا۔ آپ نے قبول فرمایا اور مجھ فقیر کے حال پر توجہ فرمائی اور مجھ پر بے خودی کی کیفیت طاری ہوگئی اور میں بے خودی میں حضور پاک ﷺ کے جمال جہاں آرا سے مشرف ہوا اور میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ عابدؒ نے آنحضرت ﷺ کے حضور مبارک میں میرے لیے

نمایند۔ رسول اللہ ﷺ می فرمایند کہ بحضرت غوث الثقلین عرض بکنید۔ حضرت شیخ قدس سرہ باآنحضرت معروض داشتند۔ پذیرا فرمودند۔ و بخادم خود برائے عطاء تبرک خرقہ اجازت امر نمودند۔ خادم خلعتے گراں بہا از سندس آوردہ بر گردن فقیر (مرزا صاحبؒ) نہادہ و در باطن فقیر عجب برکتے و کیفیتے تازہ وارد شد کہ در بیاں راست نمی آید۔ بعد مشاہدہ ایں واقعہ بامر حضرت شیخ قدس سرہ از غَیبت اِفاقتے دست داد۔ حضرت شیخ (محمد عابدؒ) مبارک باد ایں عطا کرامت فرمودند۔ انوارِ نسبتِ قادریہ کہ در ایں خاندان از مشائخ کرام متوارث است، بحصول ایں اجازت زیادہ تر گردید۔

می فرمودند از جناب مبارک حضرت خواجہ قطب الدین قدس سرہ نسبت چشتیہ نیز مارا رسیّدہ است و کیفیت آن نسبت شریفہ چشتیہ گاہ گاہ خود بخود ظہور می نماید۔ وشوق وذوق وسوختگی کہ از لوازم این خاندان است، دل را باہتزاز می آرد۔ دریں وقت میل بسماع ورقت وگریہ پیدا می شود:

برسر بازار صرافان عشق
زیر ہر دارے دوکانے دیگر است

حضرت ایشان قدس سرہ جامع نسبت نقشبندی مجددی ونسبت قادریہ وچشتی بودند، لیکن نسبت بزرگان مجددی بر ایشان غالب بود۔ بہ رعایت آداب خاندان نقشبندی استعمال اذکار واشغال ایں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ می نمودند۔ عالمے ازموائد فیوض وبرکات ایشاں بہرہ یاب گردید، تاآنکہ خلفاء وخلفائے ایشان در اطراف عالم ہدایت طالبان راہ خدا می نمایند۔ ایں فقیر مسکین بذکر وشغل باطنی از حضرت ایشان تلقین یافتہ بریں طریقہ نقشبندیہ مجددیہ مواظبت نمودم وتا پانزدہ سال اقتباس انوار صحبت حلقہ وذکر وتوجہ ومراقبہ حضرت ایشان داشتم وبیمن توجہات روح افزائے حضرت ایشان مناسبتے بحالات و واردات ایں طریقہ علیہ بہم رسید و ادراک و وجدان و کیفیات

خاندان عالی شان قادریہ میں اجازت کے لیے عرض کیا۔ رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ غوث الثقلینؒ سے عرض کرو۔ حضرت شیخ محمد عابدؒ نے حضرت غوث الثقلینؒ سے عرض کیا۔ آپ نے قبول فرمایا اور اپنے خادم کو حکم دیا کہ متبرک خرقہ اجازت عطا کر دو۔ خادم ریشمی خلعت لے آیا اور مجھ فقیر کی گردن پر رکھ دیا۔ فقیر کے باطن پر عجیب برکت اور کیفیت وارد ہوئی کہ بیان میں نہیں آسکتی۔ اس واقعہ کے مشاہدے کے بعد حضرت شیخ قدس سرہ کے حکم سے بے خودی سے افاقہ ہوا اور حضرت شیخؒ نے اس عطائے کرامت پر مبارک باد فرمائی۔ حضرت مرزا صاحبؒ فرماتے کہ (اس اجازت سے) نسبت قادریہ کے انوارات جو اُس خاندان کے مشائخ میں وراثتاً چلے آتے ہیں، میرے اندر اور زیادہ بڑھ گئے۔

حضرت مرزا صاحبؒ فرماتے تھے کہ مجھے جناب مبارک خواجہ قطب الدینؒ سے نسبت چشتیہ بھی پہنچی ہے اور اس نسبت چشتیہ کی کیفیت کبھی کبھی خود بخود مجھ پر ظاہر ہوتی ہے اور ذوق وشوق وسوزش جو اُس خاندان کے لوازمات ہیں، میرے دل کو مسرور کرتے ہیں اور اس وقت سماع کی طرف میلان پیدا ہوتا ہے اور رقّت اور گریہ پیدا ہوتا ہے۔

ترجمہ: ''عشق کے صرافوں کے بازار کے سرے پر ہر گھر میں دوسری ہی دوکان ہے۔''

حضرت مرزا صاحبؒ نسبت نقشبندیہ قادریہ مجددیہ اور چشتیہ کے جامع تھے۔ لیکن بزرگانِ مجددیہ کی نسبت ان پر غالب تھی۔ خاندان نقشبندیہ کے آداب کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے آپ اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اذکار واشغال تلقین فرماتے تھے۔ اطراف عالم آپ کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوتا تھا۔ آپ کے خلفاء اور آپ کے خلفاء کے خلفاء اطراف عالم میں طالبان راہ خدا کی ہدایت و رہبری کا سبب بن رہے ہیں۔ حضرت ایشان قدس سرہ نے مجھ مسکین کو ذکر و شغل باطنی کی تلقین فرمائی اور میں نے اس طریقہ نقشبندیہ مجددیہ پر ہمیشگی اور استقامت اختیار رکی۔ میں نے پندرہ سال تک حضرت مرزا صاحبؒ کی صحبت، حلقہ ذکر اور توجہ و مراقبہ کے انوار حاصل کیے اور آپ کی توجہات روح افزا

مقامات واصطلاحات آن حاصل شد۔ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

در این ایام گزشتہ ہجرت مقدس ہزار و دوصد دوازدہ است بہ تکلیف بعضے عزیزاں این چند فوائد از کلام مبارک حضرت خواجگان نقشبندیہ واکابر مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم التقاط نمودہ جمع کردہ آمد واین ہمہ تحریر وتقریر این فوائد از برکت صحبتے کثیر البرکت حضرت ایشان است رحمۃ اللہ علیہم، والا سخن از مقولہ بزرگان راندن کار این بے سرو ساماں نیست:

جمال ہم نشیں در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

بنیادی اصول طریقہ نقشبندیہ

بدانکہ طریقہ مجددیہ مبنی است بر اصول طریقہ نقشبندیہ وآن وقوف قلبی وتوجہ بہ مبدء فیاض ونگہداشت خواطر و دوام ذکر واعتصام بصحبت شیخ مقتدا است۔ در ہر مقام۔ لحاظ مورد فیض و ماخذ آن می نمایند و بر اذکار واشغال ہماں طریقہ مواظبت می فرمایند۔ اما مقامات بلند واصطلاحات ارجمند۔ این بزرگواران چیزے دیگر است۔ چنانچہ در ضمن این فوائد ملخص آن بہ اختصار مذکور می گردد۔

الحمدللہ کہ بہ یمن صحبت پیر دستگیر قیم طریقہ مجددیہ محی سنن نبویہ کسے کہ مستفید ازیں طریقہ شود و بہ نہایات سلوک ایں اکابر برسد میداند کہ ایں مقامات چیست ومنبع ایں بحار فیوض وبرکات کیست:

کی برکت سے میں نے طریقہ عالیہ مجددیہ کے حالات وواردات سے مناسبت حاصل کی اور اس طریقہ عالیہ کی کیفیات، مقامات، اصطلاحات کا وجدانی ذوقی تجربہ وادراک حاصل کیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

۱۲۱۲ ہجری کے ان ایام میں چند عزیزوں نے مجھے مجبور کیا کہ حضرات خواجگان نقشبندیہ مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم کے کلام مبارک سے یہ چند فوائد جمع کر کے تحریر کروں، لیکن ان فوائد کی تحریر وتقریر تمام تر حضرت ایشان کی صحبت کثیر البرکت کے فیض سے ہی انجام پذیر ہوئی ہے، وگرنہ ان بزرگوں کے اقوال بیان کرنا اور اس موضوع پر کچھ لکھنا مجھ ناکارہ بے سرو سامان کی طاقت سے باہر ہے۔

ترجمہ: ''جمال محبوب کی صحبت نے میرے اندر تاثیر پیدا کردی ہے وگرنہ میں تو مٹی کی مٹی ہوں۔''

بنیادی اصول طریقہ نقشبندیہ

جان لیجئے کہ طریقہ مجددیہ کی بنیاد اصول طریقہ نقشبندیہ پر ہے اور یہ اصول حسب ذیل ہیں:

(۱) وقوف قلبی (۲) توجہ بہ مبدء فیاض (۳) نگہداشت خواطر (۴) دوام ذکر (۵) صحبت شیخ کو مضبوط پکڑنا۔ ہر مقام پر مورد فیض و ماخذ فیض کا لحاظ رکھنا اور اذکار واشغال طریقہ نقشبندیہ پر ہمیشگی اختیار کرنا۔ لیکن اکابر مجددیہ کے مقامات و اصطلاحات بلند ایک علیحدہ چیز ہیں۔ ان کا خلاصہ بھی ان فوائد کے ضمن میں تحریر کیا جاتا ہے۔

الحمدللہ یہ سب کچھ بندہ کو پیر دستگیر قیم طریقہ مجددیہ محی سنن نبویہ کی صحبت کی برکت سے نصیب ہوا اور ان اکابر کے سلوک کے انتہائی مقامات حاصل ہوئے۔ ایسا شخص ہی وجدانی طور پر جانتا ہے کہ یہ مقامات کیا ہیں اور ان فیوض و برکات کے سمندر کا سر چشمہ کون ہیں۔

آنچہ پیش تو بیش ازیں رہ نیست
غائیت فہم تست اللہ دیگر نیست

می فرمایند کہ حاصل این طریقہ شریفہ دوام حضور و دوام آگاہی است بحضرت ذات الٰہی سبحانہٗ بالتزام عقیدہ صحیحہ موافق اہل سنت و جماعت واتباع سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ۔

وہر کہ یکے ازیں امور ثلاثہ ندارد واز طریقہ مامی برآید نعوذ باللہ منہا۔ این حالت رادر طبقہ صحابہ رضی اللہ عنہم احسان می گفتند و در اصطلاح صوفیہ شہود و مشاہدہ و یادداشت وعین الیقین می گویند۔

طریقہ ذکر اسم ذات

وبرائے حصول این دولت کہ سرمایہ صحت عبودیت است، سہ طریقہ مقرر نمودہ اند:

طریق اوّل: دوام ذکر است بشروط آن وذکر بر دو قسم است۔ اوّل اسم ذات است۔ طریقش آنکہ زبان بکام چسپانیدہ وبزبان دل کہ محل آں زیر پستان چپ بفاصلہ دو انگشت است، اسم مبارک اللہ را بگوید و مفہوم آن در لحاظ داشتہ دارد کہ ذاتیست موصوف بصفات کاملہ ومنزہ از صفات ناقصہ کہ بر آن ایمان آوردہ ایم۔ وایں لحاظ را پرداخت وجود ذہنی گویند۔ در وقت ذکر حرکت در زبان و بدن پیدا نہ شود۔ ودر تمام اوقات براین ذکر مواظبت نماید، تادل جاری شود۔ پس از لطیفہ روح کہ محل آن زیر پستان راست بفاصلہ دو انگشت است۔ ذکر نماید۔ پس از لطیفہ سر کہ محل آن برابر پستان چپ کہ مائل بوسط سینہ بفاصلہ دو انگشت است، ذکر نماید۔ پس از لطیفہ خفی کہ محل آن برابر پستان راست بفرق دو انگشت است مائل بوسط سینہ، ذکر کند۔

ترجمہ: ''اس راہ میں اس سے زیادہ سمجھ کی دوڑ نہیں، بس تیرے فہم کی نہایت اتنی ہی ہے کہ اللہ ہے بس۔''

حضرت فرماتے ہیں کہ طریقہ شریفہ مجددیہ کا مقصود آخر دوام حضور اور دوام آگاہی بحضرت ذات الٰہی سبحانہٗ ہے اور اس کے ساتھ عقیدہ صحیح بمطابق اہل سنت و جماعت و اتباع سنت نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام لازم ہے۔

اگر سالک ان تینوں امور (دائمی یاد الٰہی، عقیدہ صحیحہ بمطابق اہل سنت و جماعت اور اتباع سنت) میں سے کسی ایک سے بھی بہرہ مند نہیں ہے تو وہ طریقہ سے خارج ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طبقہ میں اس حالت دوام حضور و دوام آگاہی کو احسان کہتے ہیں اور صوفیاء کرام کی اصطلاح میں اس مقام کو شہود و مشاہدہ یادداشت اور عین الیقین کہتے ہیں۔

طریقہ ذکر اسم ذات

اکابر مجددیہ نے اس نعمت کے حصول کے لیے جو عبودیت کی درستگی کا سرمایہ ہے، تین طریقے مقرر کیے ہیں:

پہلا طریقہ: دائمی ذکر اس کی تمام شرائط کے لحاظ کے ساتھ۔ ذکر دو قسم کا ہے۔ اوّل ذکر اسم ذات ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان تالو سے چسپاں کرے اور دل کی زبان سے کہ جس کا مقام بائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر ہے، اسم مبارک اللہ کہے اور اس کے مفہوم کا لحاظ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات کاملہ سے موصوف اور صفات ناقصہ سے مبرہ اور منزہ ہے (ذہن میں رکھے) کہ میں اس ذات پر ایمان لایا ہوں، اس لحاظ کو پرداخت وجود ذہنی کہتے ہیں۔ ذکر کے وقت بدن اور زبان کو ہرگز حرکت نہ دے۔ سالک تمام اوقات میں یہ ذکر دل کی زبان سے کرتا رہے، حتیٰ کہ دل جاری ہو جائے۔ پھر لطیفہ روح سے جس کا مقام دائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر ہے، ذکر اسم ذات کرے۔ اس کے اجراء کے بعد لطیفہ سر سے جس کا مقام برابر پستان چپ وسط سینہ کی طرف

باز از لطیفہ اخفیٰ کہ محل آن در عین وسط سینہ است ذکر نماید، تا آنکہ لطائف خمسہ جاری شوند بذکر۔ باز از لطیفہ نفس کہ محل آں عین در وسط پیشانی است و از لطیفہ قالبیہ نیز ذکر اسم ذات معمول است۔

طریقہ ذکر نفی و اثبات

دوّم ذکر نفی و اثبات است۔ طریقش آنکہ اوّل نفس خود را زیر ناف بند کند و پس زبان بکام چسپاند و بزبانِ خیال کلمہ لا را از ناف تا بدماغ رساند۔

لفظ الٰہ را بر دوش راست فرود آرد و لفظ الا اللہ را بر دل ضرب کند، بوجہے کہ اثر ذکر بلطائف خمسہ رسد و لفظ محمد رسول اللہ ﷺ را در وقت نفس گذاشتن بخیال بگوید۔

۱۔ شرط است در ذکر لحاظ معنیٰ کہ نیست ہیچ مقصود بجز ذات پاک و معنیٰ لازم است ہر لفظ را۔ پس لفظ بے معنیٰ متصور نشود۔

۲۔ و نیز از شروط است در وقت نفی، نفی ہستی خود و جمیع موجودات و در وقت اثبات، اثبات ذات حضرت حق سبحانہٗ ملحوظ داشتن، اگرچہ نفی متعلق بہ تمام مقصودات شدہ، اما لحاظ را وسعت ھا است۔

۳۔ و نیز از شروط است و ہر دو ذکر بعد چند بار بزبان دل بکمال خاکساری و نیازمندی مناجات والتجاء نمودن کہ خداوندا مقصودِ من توئی و رضائے تو، ترک کردم دنیا و آخرت را از برائے تو، محبت خود و معرفت خود دہ۔ اگر طالب درویش صفت و صادق نباشد ''ترک کردم دنیا و آخرت'' را نگوید و الا ہر دو جملہ را گفتن لازم گیرد۔

دو انگشت کے فاصلے پر ہے، ذکر اسم ذات اسی طرح کرے (حتیٰ کہ یہ لطیفہ بھی جاری ہو جائے)۔ پھر لطیفہ خفی سے جس کا مقام برابر پستان راست وسط سینہ کی طرف دو انگشت کے فاصلے پر ہے، ذکر کرے۔ پھر لطیفہ اخفیٰ سے جس کا مقام عین وسط سینہ ہے، ذکر کرے۔ حتیٰ کہ یہ لطائف بھی جاری ہو جائیں۔ عالم امر کے ان پانچ لطائف کے اجراء کے بعد لطیفہ نفس سے اسم ذات کا ذکر کرے۔ اس کا مقام وسط پیشانی ہے اور پھر لطیفہ قالبیہ (یعنی تمام جسم سے) ذکر اسم ذات اس طریقہ مجددیہ کا معمول ہے اسے سلطان الاذکار کہتے ہیں۔

طریقہ ذکر نفی واثبات

ذکر کی دوسری قسم ذکر نفی واثبات ہے۔ اس ذکر کا طریقہ یوں ہے کہ اپنے سانس کو زیر ناف بند کرے۔ اس کے بعد زبان کو تالو سے لگائے اور بزبان خیال کلمہ لا کو ناف سے دماغ تک کھینچے اور الٰہ کو دائیں کندھے پر لائے اور لفظ الا اللہ دل پر اس طرح ضرب کرے کہ لطائف خمسہ ذکر سے متاثر ہوں اور لفظ محمد رسول اللہ ﷺ سانس چھوڑتے وقت خیال ہی خیال میں کہے۔

۱۔ ذکر میں یہ شرط ہے کہ معنیٰ کا لحاظ کرے۔ (ان معنوں میں) کہ اللہ کی ذات پاک کے سوا میرا کوئی مقصود نہیں۔ ہر لفظ کے لیے معنیٰ لازم ہیں (کیونکہ) بغیر معنیٰ کے لفظ کچھ نہیں۔

۲۔ اور شرائط میں یہ بھی ہے کہ نفی کے وقت اپنی اور جملہ وجودات کی نفی کرے اور اثبات کے وقت صرف حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات پاک کا اثبات کرے، اگرچہ تمام مقصودات کی نفی پہلے ہی کر چکا ہے، لیکن لحاظ کو بہت وسعت حاصل ہے۔

۳۔ اور شرائط میں یہ بھی ہے کہ دونوں اذکار میں چند بار ذکر کے بعد دل کی زبان سے کمال خاکساری و نیاز مندی سے التجاء عرض کرے کہ اے خدا! میرا مقصود صرف تو اور تیری رضا ہے اور چھوڑ دیا میں نے دنیا و آخرت کو تیرے لیے۔ مجھے اپنی محبت و معرفت عطا کر۔ اگر طالب درویش صفت اور صادق نہ ہو تو ''ترک دنیا و آخرت کا ذکر نہ کرے'' ورنہ دونوں جملوں کا تذکرہ لازم پکڑے۔

۴۔ ونیز شرط است توجہ بقلب، بے آنکہ شکل صنوبری دل یا نقش اسم ذات در تصور آرد واین توجہ را وقوف قلبی گویند وایں توجہ قائم مقام ضرب است کہ در طرق دیگر در ذکر شائع است۔

۵۔ ونیز شرط است توجہ بذات الٰہی داشتن نگران بجہت فوق باشد کہ بذات الٰہی نگران متوجہ ومنتظر فیض است۔ رعایت بجہت فوق بپاس ادب است کہ اللہ تعالیٰ فوق ہمہ اشیاء است، بلکہ وقوف قلبی وتوجہ بمبدء فیاض از ذکر وطریقہ علیہ است کہ حصول نسبت حضور بے این دور کن محال است۔

٦۔ ونیز شرط است دل راا ز خواطر ووساوسہا باز داشتن بجز دِ خطور۔

خطرہ دل رانگاہ باید داشت تا خواطر استیلاء نیابند وایں رانگہداشت گویند حبس و حصر نفس در ذکر مفید است، شرط نیست۔ حرارت قلب وشوق ورقت قلب ونفی خواطر و ذوق ومحبت از فوائد حصرِ نفس است ومی تواند کہ موجبِ حصول کشف باشد۔

و در ذکر نفی و اثبات رعایت عدد طاق معمول است، لہٰذا این را وقوف عددی گویند۔ فرمودہ اند وقوف عددی سبق اوّل است از علم لدنی بایں معنٰی کہ حصول کیفیات وعلم آن وکشوفِ اسرار و دریافت آن ہمہ ازیں ذکر است وایں ذکر ماخوذ است از حضرت خضر علیہ السّلام با رعایت حبس نفس۔

پس اگر در یک دم تا بست و یک بار رسانیدہ است و فائدہ برآں نشدہ عملش باطل است در طریقہ محسوب نیست۔ از سر گیرد وشروط رانیک احتیاط نماید۔

۴۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ توجہ قلب کی طرف کرے۔ لیکن دل کی شکل صنوبری یا نقش اسم ذات کا تصور نہ کرے اور اس توجہ کو وقوف قلبی کہتے ہیں اور یہ توجہ دوسرے طریقوں میں رائج ضرب کی قائم مقام ہے۔

۵۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات باری کی طرف توجہ کرے۔ نظر اوپر کی طرف ہو کہ اللہ کی ذات دیکھ رہی ہے اور فیض کے آنے کا منتظر رہے۔ اوپر کی طرف توجہ ادب کی وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اشیاء سے بالا ہے۔ وقوف قلبی و بمبدء فیاض ارکان ذکر اور اس کا طریقہ ہیں کہ حضور مع اللہ کی نسبت کا حصول ان دو ارکان کے بغیر محال ہے۔

۶۔ اور یہ بھی شرط ہے کہ ذکر کے وقت دل تمام خیالات اور وساوس سے رکا رہے اور جس وقت دل میں (غیر کا) خیال آوے اس وقت اس کو دفع کرے۔ (تاکہ غیر خیالات دل پر غلبہ نہ پائیں)

اور اسے (تصوف میں) نگہداشت کہتے ہیں۔ سانس بند کرنا ذکر میں مفید ہے، لیکن ذکر کی شرائط میں سے نہیں۔ سانس بند کرنے سے حرارت قلب و شوق و رقت قلب و نفی خیالات و ذوق اور محبت پیدا ہوتے ہیں۔

حصر نفس سے یہ بھی ممکن ہے کہ سالک صاحب کشف ہو جائے۔

ذکر نفی اثبات میں طاق عدد کا خیال رکھے، اسے وقوف عددی کہتے ہیں۔

(اکابر نے) فرمایا ہے کہ وقوف عددی علم لدنی کا سبق اوّل ہے کہ اس ذکر سے کیفیات اور ان کا علم ہوتا ہے۔ کشوف اسرار اور ان کی دریافت اسی ذکر کی بدولت ہے۔ یہ ذکر حضرت خضر علیہ السّلام سے بارعایت حبس نفس مروی ہے۔ پس اگر ایک سانس میں نفی اثبات کے ذکر کو (طالب نے) اکیس مرتبہ تک پہنچا دیا ہے اور پھر بھی نفع نہیں (اور اثرات مرتب نہیں ہوئے) تو اس کا عمل باطل اور رائیگاں ہے اور طریقہ میں محسوب نہیں۔ وہ عمل دوبارہ شروع کرے اور تمام شرائط کا لحاظ رکھے۔

طریق دوّم مراقبہ

طریق دوّم مراقبہ وآن نگہبانی دل است از خواطر ونگرانی فیض الٰہی است بے واسطہ ذکر و بے رابطہ مرشد۔

باید کہ در جمیع اوقات بہ نیاز وشکست تمام متوجہ ذات الٰہی باشد، تا توجہ الی اللہ بے مزاحمت خواطر ملکہ دل گردد۔ وایں لحاظ ذات تقدس وتعالیٰ ودوام توجہ قسم اعلیٰ ذکر است کہ مقصود را ہم اذکار حضور مسمیٰ مطلوب است بخضورِ اسم کہ آن واسطہ است حصولِ مطلوب رامی فرمایند مراقبہ اقرب است۔ بجذبہ از نفی اثبات از دوام مراقبہ بمرتبہ وزارت تواں رسید اشراف بر خواطر وتصرف در ملک وملکوت از مراقبہ است۔ اما ملکہ مراقبہ بے کثرتِ ذکر وصحبت ارباب جمعیت دشوار است۔

طریق سوّم رابطہ شیخ

طریق سوّم: استفادہ از صحبت کمال است کہ بیمن توجہ واخلاص او دل از غفلت پاک گردد و بجاذبہ محبتِ او انوار مشاہدہ الٰہی بر دل درخشیدن گیرد۔

در حضورش برعایت ادب ورضاء خاطر وغیبت بنگاہ داشت تصور او فیضاب شود۔ گفتہ اند کہ ایں امر تمام ادب است وہیچ بے ادب بخدا نرسد۔

من ضیّع الرب الادنیٰ

لم یصل الی الرب الاعلیٰ

می فرمایند کہ ایں طریق موصل تر وآسان تر است از طریق ذکر وطریق مراقبہ و ایں را ذکر رابطہ گویند۔

طریق دوّم مراقبہ

(اس سلسلہ کا) دوسرا طریقہ مراقبہ ہے۔ یعنی بے واسطہ ذکر و بے واسطہ مرشد (مرید) اپنے دل کی طرف متوجہ ہو اور اس کو غیر اللہ کے خیالات سے پاک رکھے اور فیض الٰہی کی نگرانی کرے۔

چاہیے کہ ہر وقت عاجزی و شکستہ دلی کے ساتھ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی ذات کی طرف متوجہ ہو، حتیٰ کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ میں جم جائے اور یہ دائمی لحاظ اللہ تقدس وتعالیٰ کی ذات اور دائمی توجہ اعلیٰ ترین ذکر اور اذکار کا مقصود ہے۔ (اسم ذات کے) ذکر سے مطلوب حضور مع اللہ ہے نہ کہ ذکر جو واسطہ ہے اس مقصود کے لیے اور بس۔ فرماتے ہیں کہ مراقبہ جذبہ کے ساتھ ذکر نفی اثبات سے زیادہ اقرب ہے۔ اگر دائمی مراقبہ حاصل ہو تو (مرید کو) مرتبہ وزارت ملتا ہے۔ (دوسرے کے) دل کی بات اس پر منکشف اور ملک و ملکوت پر تصرف حاصل ہوتا ہے۔ مگر مراقبہ کا ملکہ بلا ذکر کثیر اور بلا صحبت شیخ حاصل ہونا دشوار ہے۔

طریقہ سوّم رابطہ شیخ

طریق سوّم: تیسرا طریقہ محبت شیخ کامل ہے۔ اس کی صحبت سے اور اس کی توجہ و اخلاص کی برکت سے (مرید کے) دل سے غفلت دور ہوتی ہے۔ محبت الٰہی کی کشش سے (مرید کے) دل پر مشاہدہ الٰہی کے انوار چمکنے لگتے ہیں۔

(مرید کے لیے لازم ہے) کہ شیخ کامل کے حضور میں ادب کا لحاظ رکھے اور اس کے دل کو خوش رکھے اور (شیخ کامل کی) غیر حاضری میں اس کے تصور کی نگہداشت رکھے اور فیض پائے۔ فرمایا ہے کہ تصوف تمام کا تمام ادب ہے اور کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچ پاتا۔

ترجمہ: ''جو چھوٹے تربیت کرنے والے رب (یعنی پیر و مرشد کو)
ضائع کردے، بڑے رب الارباب تک نہیں پہنچ سکتا۔''

اکابر نے فرمایا ہے کہ صحبت شیخ کامل کا یہ تیسرا طریقہ ذکر اور طریق مراقبہ سے زیادہ آسان اور واصل باللہ کرنے والا ہے۔ اس کو ذکر رابطہ کہتے ہیں۔

صحبت شیخ کامل

پیر کسے است کہ ظاہرش باتباعِ سنت آراستہ باشد وباطنش از التفات ماسوا پیراستہ درصحبتِ اوباطن ازنقوشِ ماسوامصفاوبہمتِ اودل متوجہ جناب کبریا گردد۔

اماظہورتاثیر بمقدارسعی واخلاص است وبتدریج تاثیروتاثر زیادہ مشہود۔

بَاہَر کِہ نشینی و نہ شُد جمع دِلَت
وَز تو نہ رمید زحمت آب و گلت
زَنہار زصحبتش گریزاں می باش
ورنہ نکند روحِ عزیزاں بحلت

معتبر درتاثیرحصولِ جمعیت خاطروتوجہ جناب الٰہی وانجذابِ قلبی است تدریجاً کہ علامتِ خرق حجب است۔ وظہورِ گرمی وحرارت اگرچہ مفیدوذوق افزااست، امادر قرن اوّل نبود۔

بدانکہ مفیدتر ومعمول درطریقہ شریفہ آنست کہ طالب ہر گاہ کہ خواہد مشغول شود۔ اولاً چند بارتوبہ استغفارازمعاصی نمایدومرگ راحاضرداند۔ پس صورت درویشے کہ ازوطریق ذکر یافتہ بروئے دل خود باادب تمام حاضرنماید، تاجمعیت وکیفیت پیدا آید۔ بازبذکربشرائط آں مشغول شود، اوّل باسم ذات کہ موجب حصولِ حرارت وشوق است۔ پس بہ نفی واثبات واگردل ازحصرنفس ماندہ شود، بے حصرِ نفس ذکرکندودرذکرو مراقبہ توجہ باحدیتِ صرفہ حضرت ذات نماید۔ ذکربے توجہ ازوسوسہ بیش نیست۔

صحبت شیخ کامل

شیخ کامل وہ ہے جس کا ظاہر اتباع سنت سے آراستہ اور باطن ماسوا اللہ سے پاک ہو۔ اس کی صحبت میں یہ اثر ہو کہ مرید اس کی صحبت میں ماسوا اللہ سے صاف اور اس کی ہمت سے مرید کا دل جناب الٰہی کی طرف ہو جائے۔

لیکن (یاد رہے کہ) اثر اسی قدر ہو گا جتنی کوشش اور اخلاص ہو گا ویسے ہی مرید پر اثر بتدریج ظاہر ہوتا ہے۔

ترجمہ: ''جس شخص کی ہم نشینی تو اختیار کرے اور دل کی کیفیت کو جمعیت نہ ملے اور مٹی گارے کی زحمت نہ چھوٹے تو اس کی صحبت سے بھاگ جا، نہ بیٹھ ورنہ تیری روح کو پاکیزگی روشنی نور نہ ملے گا۔''

شیخ کامل و مکمل کی توجہ کی تاثیر میں یہ امر قابل اعتبار ہے کہ تدریجاً حصول جمعیت خواطر و توجہ بجناب الٰہی وانجذاب قلبی حاصل ہو جائے جو کہ حجابات کے اٹھ جانے کی علامت ہے اور گرمی اور حرارت کا ظہور اگرچہ مفید و ذوق افزا ہے، مگر قرن اوّل میں نہیں تھا۔

جان لیجیے کہ طریقہ شریفہ میں اس سے زیادہ قابلِ عمل یہ ہے کہ طالب جس وقت چاہے مشغول ہو جائے۔ سب سے پہلے چند بار اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرے اور موت کو حاضر جانے۔ اس کے بعد اس درویش کی صورت جس سے ذکر حاصل کیا ہے، تمام ادب کے ساتھ اپنے دل کے سامنے تصور کرے، تا کہ جمعیت و کیفیت پیدا ہو جائے۔ پھر ذکر میں اس کی شرائط کے ساتھ مشغول ہو جائے۔ سب سے پہلے اسم ذات میں جو کہ حرارت اور شوق کے حصول کا موجب ہے، مشغول ہو۔ پھر نفی و اثبات میں اور اگر دل حبس دم سے تھک جائے تو بغیر حبس دم، یعنی کھلے سانس سے ذکر کرے اور ذکر و مراقبہ میں توجہ احدیت صرفہ حضرت ذات (اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ) کی طرف کرے۔ ذکر بے توجہ وسوسہ سے زیادہ نہیں ہے۔

ذکر تہلیل لسانی

ذکر تہلیل زبانی اگرچہ تا حصولِ ملکۂ حضور معمول نیست، لیکن بشرائط مذکورہ نیز مفید است۔ کثرتِ ذکر مے باید و دل بے ذکر کثیر نمی کشاید، ہیچ وقت از اوقات بے ذکر و توجہ و نیاز بجناب الٰہی نگذرد و در انجمن و ملاقات مردم نیز بذکر و آگاہی مشغول باشد۔

ع۔ فیض حق ناگاہ رسد لیکن بردل آگاہ رسد

؎ یک چشم زدن غافل ازاں ماہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آگاہ نباشی

ایں حالت را خلوت در انجمن گویند۔ الصوفی کائن بائن۔

بدانکہ از تعلق خاطر بماسوائے و رسوخ ذمایم در باطن سدہ در فیض مے افتد۔ پس بکلمہ لانفی آن باید نمود، مثلاً برائے زوال حسد "لا الٰہ حسد در من الا اللہ مگر محبت خدا" بایں لحاظ کثرت نفی و اثبات و تضرع بجناب الٰہی برائے ازالہ آن نماید، تا آنکہ آں ذمیمہ زائل گردد و ہم چنیں ہر مانع را از باطن ازالہ کند، تا تصفیہ و تزکیہ حاصل شود۔ ورزش ایں شغل قسمے است سفر در وطن۔

ذکر است کہ موجب حصول فنا و بقا است، ذکر است کہ موصل باللہ است۔

ذکر گو ذکر تا ترا جان است
پاکیٔ دل ز ذکر رحمان است
واذکروا اللہ کثیراً لعلکم تفلحون

دوام حضور

چوں کیفیتے در ذکر حاصل شود، بحفظ کیفیت پردازد و چوں مستور شود، باز برسر ذکر

ذکر تہلیل لسانی

ذکر تحلیل زبانی اگرچہ حضور کے ملکہ کے حصول تک معمول نہیں ہے۔ لیکن مذکورہ شرائط کے ساتھ مفید بھی ہے۔ذکر کثرت سے کرنا چاہیے۔ دل بغیر ذکر کثیر کے نہیں کھلتا۔ اپنے اوقات میں سے کوئی وقت بھی بے ذکر وتوجہ ونیاز بجناب الٰہی جل شانہٗ نہ گزرے اور لوگوں کے ساتھ ملاقات اور انجمن کے وقت بھی ذکر اور آگاہی میں مشغول رہے۔

ترجمہ: فیض حق اچانک پہنچتا ہے لیکن دل آگاہ پر وارد ہوتا ہے۔

ایک آنکھ جھپکنے کے وقت بھی اس چاند سے غافل نہ ہو
ہوسکتا ہے کہ وہ تجھ پر نگاہ کرے اور تو آگاہ نہ ہو

اس حالت کو خلوت در انجمن کہتے ہیں یعنی کائن حقیقت وبائن صورۃ۔ الصوفی کائن بائن۔

جان لو کہ جب دل کا تعلق ماسوا اللہ سے ہو جاتا ہے اور برائیوں کا خیال دل میں پختہ ہو جاتا ہے تو فیض الٰہی کے باطن میں پہنچنے میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ پس کلمہ لا سے ان اخلاق ذمیمہ کی نفی کرنی چاہیے۔ مثلاً حسد کے مریض کو لا کے وقت حسد کی نفی اور الا اللہ کے وقت اللہ کی محبت کا اقرار کرنا چاہیے۔ اس طرح نفی واثبات سے اور اللہ کے دربار میں عاجزی سے برائی کا ازالہ کرے۔ حتیٰ کہ وہ برائی ختم ہو جائے اور اسی باطن کی ہر رکاوٹ کا ازالہ کرے، تاکہ تصفیہ وتزکیہ حاصل ہو جائے۔ اس شغل کی مشق ''سفر در وطن'' کی ایک قسم ہے۔

ذکر سے ہی فنا وبقاء حاصل ہوتی ہے اور ذکر سے ہی واصل باللہ ہوا جا سکتا ہے۔

ترجمہ: ''ذکر کرو ذکر جب تک تم میں جان ہے۔ دل پاک ہوتا ہے اللہ کے ذکر سے۔ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

دوام حضور

جب ذکر میں کیفیت پیدا ہو تو اس کی حفاظت کرے۔ اگر یہ کیفیت غائب ہو جائے

رود، تا آنکہ کیفیت وحضور وملکہ گردد۔

ہرگاہ جذبہ قبول می رسد، نسائم فیوض ونفحات رحمانیہ باہتزاز می آید۔ گاہ گاہ وارد فیض ناگہاں دل رامی رباید ونیستی رونماید۔ چوں ایں حالت تواتر وتکاثر نماید، امید دوامِ حضور وحصول فنا است۔

وصل اعدام گر توانی کرد
کار مرداں مرد دانی کرد

بحصول دوام حضور طالب بحقیقت ذکر فائز گردد وپیش ازیں صورت ذکر بُود نہ حقیقت آں۔ ایں حالت را اندراج نہایت در بدایت گویند وحصولِ ایں معنٰی طالب را دریں طریقہ مانند اخذ ذکر واشغال است۔ در طرق دیگر از مرشد حصول ایں حالت موقوف برقوت توجہ مرشد است کسے راز ودتر وکسے رابدیر حاصل میشود۔ ونزد قدمائے ایں طریقہ علیہ رحمۃ اللہ علیہم لطائف عبارت از درجات استیلائے حضور است۔ حضور حق اگر باحضور خلق برابر بود، ذکر قلب گویند وحضور حق اگر باحضور خلق غالب است، ذکر روح واگر حضور حق باغیبت از حضور خلق است، ذکر سر واگر حضور حق باغیبت از خود وحضور خلق است، ذکر خفی۔

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

ونزد حضرت مجددؒ ہر لطیفہ جدا است وسیر وسلوک وفنا وعلوم ومعارف ہر یک ازان جدا است، لہٰذا آں حضرت (مجدد الف ثانیؒ) طالبان راہ حق را تہذیب و تسلیک لطائف جدا جدا می فرمودند۔

می فرمودند ایں طریق کہ ما درصدد قطع آنیم، ہمگی ہفت گام است، پنج ازان در عالم امر ودو ازاں در عالم خلق می افتد ودو قدم گفتن باعتبار عالم امر وعالم خلق است۔

اما فرزندان ایشان قدس اللہ اسرارہم بعد حصول فنائے قلب، تہذیب لطیفہ نفس

تو پھر ذکر کرے، یہاں تک کہ کیفیت وحضور پختہ ہو جائے۔

جب جذبہ قبولیت پاتا ہے تو فیض کی نسیم اور رحمانی ہوائیں چلتی ہیں۔ کبھی کبھی فیض دل پر اچانک وارد ہو کر بے خودی پیدا کرتا ہے اور جب یہ کیفیت متواتر اور مسلسل ہو جاتی ہے تو دوام حضور مع اللہ وحصول فنا کی امید کرنی چاہیے۔

دوام حضور حاصل ہونے کے بعد طالب حقیقت ذکر پر فائز ہو جاتا ہے اور اس سے پہلے ذکر کی صورت تھی نہ کہ اس کی حقیقت اور اس معنی کا حصول طالب کے لیے اس طریقہ میں ذکر واشغال کے اخذ کرنے کی مانند ہے۔ دوسرے طریقوں میں اس حالت کا حاصل کرنا مرشد کی توجہ کی قوت پر موقوف ہے۔ کسی کو بہت جلد اور کسی کو دیر سے حاصل ہوتی ہے۔ اس طریقہ مجددیہ کے اسلاف کے مطابق لطائف سے مراد حضور مع اللہ کے غلبہ کے درجات ہیں۔ حضور حق اگر حضور خلق کے برابر ہو تو اس کو ذکر قلب کہتے ہیں۔ اگر حضور حق حضور خلق پر غالب ہو تو اس کو ذکر روح کہتے ہیں۔ اگر حضور حق ہے اور حضور خلق نہیں تو اسے ذکر سر کہتے ہیں۔ اگر حضور حق ہے اور خود اور حضور خلق نہیں تو اسے ذکر خفی کہتے ہیں۔

ترجمہ: ''اگر روح القدس کا فیض مدد کرے تو آج دوسرے بھی وہی کچھ کر گزریں جو عیسیٰ علیہ السّلام کرتے تھے۔''

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مطابق ہر لطیفہ جدا جدا ہے اور ہر لطیفہ کا سیر وسلوک فنا و بقاء علوم ومعارف جدا جدا ہیں۔ اس لیے آپ راہ حق کے طالبان کے لطائف کی تہذیب و تسلیک جدا جدا فرماتے تھے۔

حضرت مجددؒ فرماتے تھے یہ طریق کہ جس کے طے کرنے میں ہم لگے ہوئے ہیں سارے کا سارا سات قدم ہے۔ ان میں سے پانچ قدم عالم امر میں اور دو قدم عالم خلق میں ہیں اور دو قدم کہنا عالم امر وعالم خلق کے اعتبار سے ہے۔ مگر حضرت مجددؒ کے فرزندان قدس

مقرر نمودہ اند کہ در ضمن سلوک قلب و نفس ایں چہار لطیفہ را نیز فنا و بقا حاصل می شود و دریں وقت ہمیں معمول است کہ اہل طلب را فرصت نیست و کارے دیگر در پیش است۔

می فرمایند کہ چوں سالک بدل خود متوجہ شود و دل خود را بحق سبحانہٗ جمع یابد۔ ایں حالت دوام حضور است و حضور حاصل است، اگرچہ "علم بحضور" در تمام اوقات حاضر نیست، چنانچہ علم بحضور نفس خود در وقت اشغال بامور کم می شود۔ علم است و علم علم نیست۔ لیکن چوں دوام بے خطرگی و دوام کیفیتے از کیفیات قلبی و دوام نگرانی و انتظار کانک تراہ در حالت بیداری و خواب در سخن گفتن و غضب راندن و در جمیع اوقات لازم قلب شود۔ و حضور بے غیبت ملکہ گردد و معتبر در دوام آگاہی اینست و اینست یاد داشت و غیر ازیں ہمہ پنداشت ایں حالت را عین الیقین گویند۔

تا دوست بچشم سر نہ بینم ہر دم
از پائے طلب کجا نشینم ہر دم
مردم گویند خدا بچشم سر نتواں دید
آں ایشاں اند من چنینم ہر دم

ایں رباعی اشارت است بحالت مذکورہ، اما از غلبہ حال فرق در رؤیت بصر و مشاہدہ بصیرت نمی تواند کرد۔ والا رؤیت الٰہی سبحانہٗ بدیدہ سر در دنیا واقع نیست۔

ولایت صغریٰ۔ مراقبہ معیت

بعد ازاں مراقبہ معیت وھو معکم اینما کنتم وذکر تہلیل زبانی می فرمایند و

اللہ اسرار ہم نے (اللہ تعالیٰ ان کے بھیدوں کو پاک فرمائے) فنائے قلب کے حصول کے بعد لطیفہ نفس کی تہذیب کو مقرر فرمایا ہے کہ قلب و نفس کے سلوک کے ضمن میں ان چاروں لطائف کو بھی فنا و بقا حاصل ہو جاتی ہے اور اس وقت یہی معمول ہے کہ لوگوں کو فرصت نہیں ہے اور ان کو دوسرے کام بھی درپیش ہیں۔

فرماتے ہیں کہ جب سالک دل کی طرف متوجہ ہو اور اپنے دل کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف متوجہ پائے تو یہ حالت دوام حضور ہے اور حضور حاصل ہے۔ اگرچہ حضور کا علم تمام اوقات میں حاضر نہیں ہے، چنانچہ اپنے نفس کے حضور کا علم کاموں میں مشغولی کے وقت کم ہوتا ہے۔ علم ہے اور علم کا علم نہیں۔ جب تمام اوقات میں دائمی بے خطرگی اور کیفیات قلبی میں سے ایک دائمی کیفیت اور دائمی نگرانی وانتظار کانک تراہ (جیسا کہ تو اللہ کو دیکھ رہا ہو) بیداری و خواب اور بات کرنے اور غصہ کرنے کی حالت میں قلب کا لازمہ ہو جائے اور حضور بے غیبت پختہ ہو جائے، یہی دائمی آگاہی کے لیے قابلِ اعتبار ہے اور یہی ہے یادداشت اور اس کے سوا ساری خام خیالی ہے۔ اس حالت کو عین الیقین کہتے ہیں۔

ترجمہ: ''جب تک میں اپنے دوست کو ہر وقت اپنے سر کی آنکھ سے
نہ دیکھ لوں، اس وقت تک میں اپنے پائے طلب سے کہاں بیٹھ سکتا ہوں۔
لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اس سر کی آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا، وہ ایسے
ہیں مگر میں اس کو اپنی آنکھ سے ہر دم دیکھتا ہوں۔''

اس رباعی میں مندرجہ بالا کیفیات (یادداشت آگاہی اور عین الیقین) کی طرف اشارہ ہے، لیکن شاعر غلبہ حال کی وجہ سے رؤیت بصر اور مشاہدہ بصیرت میں کوئی فرق نہیں کر سکا اور (یاد رہے) کہ ظاہری آنکھ سے دنیا کی زندگی میں رؤیت الٰہی ممکن نہیں۔ (یہ ہمارا عقیدہ ہے)

ولایت صغریٰ۔ مراقبہ معیت

اس کے بعد مراقبہ معیت ہے۔ وھو معکم اینما کنتم (اللہ تمہارے ساتھ ہے

این مراقبہ درولایت صغریٰ کنند کہ ولایت اولیاء است رحمۃ اللہ علیہم۔ دریں ولایت سیر درظلال اسماء الٰہی است ومقام حصول جذبہ است۔ دریں جاجذبات وغلبات نسبت و طپش وشوق وآہ نعرہ ورقت وگریہ وذوق ووصول ویافت مقصود ودید سلب نسبت افعال ازعباد وتوحید فعلی وتجلی برقی وشہود وحدت درکثرت ودیگر حالات انس ووحشت و ہیجان وحیرت نقد وقت می شود وسر معیت واحاطہ اگر دیدہ بصیرت بینا است مکشوف مے گردد۔ والا بوجدان خود معیت حق سبحانہٗ وتعالیٰ مدرک می شود کما لا یخفیٰ علی ارباب **هذه الولاية الثابتة لهم فی الخارج لا المحصلة فی الخیال۔**

خواجہ پندارد کہ مراد در وصل است
حاصل خواجہ بجز پندار نیست

جہاں کہیں بھی تم ہو)۔ حضرات ذکر تہلیل زبانی طور پر کرنے کا فرماتے ہیں اور یہ مراقبہ ولایت صغریٰ میں کرتے ہیں جو کہ ولایت اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم ہے۔اس ولایت میں سیر اسمائے الٰہی کے ظلال میں ہے اور یہ جذبہ محبت الٰہی کا مقام ہے اور جذبہ کے حصول کا مقام ہے۔اس جگہ جذبات وغلبات نسبت وتپش وشوق وآہ ونعرہ رقت وگریہ وذوق ووصول اور مقصود کا پانا اور عباد سے افعال کی نسبت کے سلب کی دید اور توحید فعلی اور تجلی برقی وشہود وحدت درکثرت ودیگر حالات انس ووحشت وہیجان وحیرت نصیب ہوتے ہیں اور معیت الٰہی اور اس کے احاطے کا راز صاحب بصیرت پر کھل جاتا ہے اور اگر ایسا نہیں ہوتا تو وہ معیت الٰہی کا ادراک کرتا ہے۔جیسا کہ اس ولایت صغریٰ کے مقام پر فائز اولیاء اللہ پر مخفی نہیں اور یہ ان کا خیال ہی نہیں، بلکہ ان کا وجدان اور ادراک ہے۔

ترجمہ:''خواجہ سمجھتا ہے کہ وصول الی اللہ حاصل ہوگیا ہے، مگر یہ اس کی خودفریبی کے سوا کچھ نہیں۔''

فنائے قلب

استغراق و سکر و مستی و قطع علاقہ علمی و حبی و جہل و نسیان ماسوا و سلامت قلب کہ خطرہ ہر گز در دل نفوذ نہ کند دست دہد و فنائے قلب کہ عبارت از دوامِ بے شعوری از ما سوائے است حاصل آید۔

کے بود خود زخود جدا ماندہ
من و تو رفتہ و خدا ماندہ

اقسام فنا: فنا را چہار اقسام گفتہ اند۔

اوّل فنائے خلق: کہ امید و بیم از ماسوائے منتفی شود۔

دوّم فنائے ہوا: کہ در دل آرزوئے بجز ذات مولا نماند۔

سوّم فنائے ارادہ: کہ صفت بائیت و خواست از سالک زائل گردد، چنانچہ ازاموات۔

چہارم فنائے فعل: کہ بی یبصر۔ وبی یسمع۔ وبی ینطق۔ وبی یبطش۔ وبی یمشی۔ وبی یعقل۔ نقد وقت گردد۔

علم صوفی عین ذات حق بود
علم حق او خود صفات حق بود
علم حق در علم صوفی گم شود
ایں سخن کے باور مردم شود

فنائے قلب

ولایت صغریٰ میں استغراق ہے، سکر ہے، مستی ہے۔اس ولایت میں دل کا ماسوا اللہ سے علمی و حبی تعلق کلیتاً منقطع ہو جاتا ہے اور قلب کو ماسوا اللہ کا کامل نسیان حاصل ہو جاتا ہے۔اس کیفیت کو فنائے قلب کہتے ہیں۔

ترجمہ: ''جو اپنے آپ سے جدا ہو گیا وہ خود کہاں رہا۔ میں اور تو چلے گئے تو صرف اللہ رہ گیا۔''

اقسام فنا: اکابر نے فنا کی چار اقسام بتائی ہیں۔

اوّل فنائے خلق: کہ طالب کی تمام امیدیں اور خوف ماسوا اللہ سے منقطع ہو جاتے ہیں۔

دوّم فنائے ہوا: دل میں اللہ کی ذات کی آرزو کے علاوہ کوئی آرزو اور خواہش نہیں رہتی۔

سوّم فنائے ارادہ: دل سے تمام خواہشات زائل ہو جاتی ہیں جیسا کہ موت سے۔

چہارم فنائے فعل: کہ طالب کا فعل فنا ہو جاتا ہے اور اس کا دیکھنا، سننا، بولنا، کھانا، پینا اور سمجھنا صرف فعل حق ہی بن جاتا ہے۔

حدیث قدسی ہے کہ بندہ مجھ سے نوافل کے ذریعے قرب حاصل کرتا ہے، حتیٰ کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں۔ پھر میں اس کی شنوائی بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔اس کی بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ چیز پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

ترجمہ: ''صوفی کا علم سرچشمہ علم حق ہے۔صوفی کے تمام اسرار و معارف الہامی و عطائے الٰہی ہیں۔اس کا اپنا کچھ نہیں۔کوئی یقین کرے نہ کرے خدا نے اپنے علم کے سرچشمے صوفی کے قلب میں جاری کر دیئے ہیں۔''

رسیدنِ بمقامِ ولایت بغیر حصول مقامات عشرہ کہ توبہ وانابت وزہد وقناعت و ورع وصبر وشکر وتوکل وتسلیم ورضا است، متصور نیست۔

کہ دریں مقامات اگر قدم گاہے راسخ نشود بارے گزرگاہے خود ضرور است کہ درین خاندان نسبت اجمالی وجذبی است۔ حصول این مقامات بتفصیل در سلاسل دیگر است کہ سیر در آنجا تفصیلی وسلوکی است۔ بدانکہ از کلامِ اکابر متقدمین ایں طریقہ شریفہ قدس اللہ اسرارہم کمال عبارت از رسوخ ملکہ حضور وحصول فنا وبقا معلوم می شود۔

می فرمایند آخر کار انتظار است۔ پس اگر طالب بدوام حضور ووسعت نسبت قلبی مشرف شود وحضور جہات ستہ را احاطہ نماید وتوجہے باشد بے کیف و برہمین بس نمودہ پرداخت آں نماید بدرجات حضور کہ بیان کردہ شد البتہ برسد۔ واز دوستاں خدا است۔ مستغرق دریائے وحدت وقابل اجازت طریقہ ما۔

فنائے نفس وکمالاتِ ولایتِ کبریٰ

اما در طریقہ علیہ مجددیہ تا بفنائے نفس وکمالات ولایت کبریٰ نرسد، اجازت مطلقہ نمی شود۔ ودر فنائے قلبی خطرہ از دل برود اما از دماغ ریزان شود وبعد فنائے نفس از دماغ نیز منتفی گردد۔ وبعد ازان دراداراک خطرہ کہ از کجا می آید حیرت است۔ انتفائے خطرہ از دل ودماغ پیش ارباب عقل معقول نیست، لیکن طریقہ دوستان خدا ورائے نظر وعقل است۔ پس بعد تمام شدن معاملہ قلب تہذیب لطیفہ نفس کہ محل آن پیش حضرت مجددؒ پیشانی انسانست معہود است۔ وعلم بتمامی مقام قلب کہ ولایت صغریٰ است

مقامات عشرہ: مقامات ولایت کے حصول کے لیے (۱) توبہ (۲) انابت (۳) زہد (۴) قناعت (۵) ورع (۶) صبر (۷) شکر (۸) توکل (۹) تسلیم (۱۰) رضا کے مقامات لازم ہیں۔ ان کے بغیر ولایت کا تصور نہیں۔

یہ تو ممکن ہے کہ کبھی ایسا ہو کہ ان مقامات میں سے کسی مقام پر کسی ولی کا قدم راسخ نہ ہو، لیکن ان تمام مقامات میں سے ولی کا گزر ضروری ہے۔ اس خاندان (مجددیہ) میں ان مقامات کا طے کرنا اجمالی اور جذبی ہے۔ جبکہ دوسرے سلاسل میں یہ مقامات تفصیل سے طے کیے جاتے ہیں کہ اس جگہ سیر تفصیلی وسلوکی ہے۔ جان لیں کہ اس طریقہ شریفہ کے اکابر متقدمین قدس اللہ اسرارہم کے کلام سے کمال ملکہ حضور کی پختگی اور حصول فنا و بقا ہے۔

فرماتے ہیں کہ آخر کار انتظار ہے۔ پس اگر طالب کو دائمی حضور مع اللہ حاصل ہو جائے اور نسبت قلبی کی وسعت سے مشرف ہو جائے اور جو حضور مع اللہ اس کو حاصل ہو، وہ جہات ستہ (یعنی مشرق ومغرب، شمال وجنوب اور فوق وتحت) پر محیط ہو اور اس کی توجہ الی اللہ بے کیف ہو تو وہ اسی نسبت کی پرداخت کرے اور اسی پر مستقیم ہو تو اس کو حضور مع اللہ کے درجات عالیہ نصیب ہوں گے۔ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہے اور دریائے وحدت میں مستغرق اور ہمارے طریقہ پاک کی اجازت کے قابل ہے۔

فنائے نفس وکمالات ولایت کبریٰ

لیکن طریقہ عالیہ مجددیہ میں جب تک طالب فنائے نفس اور کمالات کبریٰ حاصل نہیں کر لیتا، اس وقت تک اس کو مطلق اجازت نہیں دی جاتی۔ فنائے قلبی میں خطرہ دل سے چلا جاتا ہے، مگر دماغ میں آجاتا ہے اور اس کے بعد خطرہ کے ادراک کرنے میں کہ کہاں سے آتا ہے حیرانی ہے۔ لیکن فنائے نفس کے بعد دماغ سے بھی مرتفع ہو جاتے ہیں۔ دل ودماغ سے انتفائے خطرہ ارباب عقل کے نزدیک ناممکن ہے اور خلاف عقل ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے دوستوں کا طریقہ ورائے نظر وعقل ہے۔ قلب کے معاملہ کے مکمل ہونے کے بعد تہذیب

ارباب کشف ومعرفت را آسان است، اما اہل وجدان وذوق را بالہام والقا از جناب الٰہی یا حضرات مشائخ رحمۃ اللہ علیہم معلوم میشود۔

می تواند کہ آثار آن حصول وسعت در انوار نسبت باشد۔ گویا سینہ از انوار ہمچو پیالہ پر از آب لبریز گردد وجہت فوق کہ در توجہ ونگرانی متوہم می شود مستور شود بساطے در حضور پیدا آید۔ والعلم عند اللہ۔

مراقبہ اقربیت حضرت ذات

این جا مراقبہ اقربیت حضرت ذات نحن اقرب الیہ من حبل الورید می نماید و ذکر تہلیل بشرائط آں ترقی می بخشد وحضور ونگرانی وعروج ونزول و جذبات، چنانکہ در مقام قلب بود در ینجا نیز نقد وقت می شود، بلکہ انجذاب تدریجاً تمام بدن را در می یابد و بدن مشمول انوار نسبت می شود وکیفیات وحالات اینجا نسبت بمقام قلب بے مزہ وکم حلاوت است۔ اما چوں دریں نسبت قوت پیدا شود حالات سابقہ فراموش گردد۔ مورد فیض اینجا بالاولیت لطیفہ نفس است، ایں مقام را ولایت کبریٰ گویند کہ ولایت انبیا است علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

ایں ولایت عالیہ متضمن سہ دائرہ ویک قوس است، نصف سافل۔ دائرہ اولیٰ مشتمل اسماء وصفات زائد ونصف عالی متضمن شیونات واعتبارات ذاتیہ است ودائرہ ثانیہ متضمن اصول آن ودائرہ ثالثہ متضمن اصول آن اصول وقوس متضمن اصول اصول آن اصول است۔ این اصول سہ گانہ اعتبارات اند در حضرت ذات کہ مبادی صفات وشیونات شدہ اند۔

لطیفہ نفس جس کا محل حضرت مجددؒ کے نزدیک انسان کی پیشانی ہے، مقرر ہے۔ مقام قلب کا مکمل علم کہ ولایت صغریٰ ہے ارباب کشف ومعرفت کے لیے آسان ہے، مگر اہل وجدان و ذوق کو جناب الٰہی سے بذریعہ الہام والقاء یا حضرات مشائخ رحمۃ اللہ علیہم معلوم ہوتا ہے۔

ہوسکتا ہے کہ اس حصول کے آثار نسبت کے انوار میں وسعت ہوں۔ گویا سینہ بھی انوار سے پانی سے بھرے ہوئے پیالے کی طرح ہو جاتا ہے اور فوق کی طرف توجہ میں نگرانی متوہم ہوتی ہے اور مستور ہو جاتی ہے اور حضور میں بساطت پیدا ہوتی ہے۔ والعلم عند اللہ۔

مراقبہ اقربیت حضرت ذات

ولایت کبریٰ: اس جگہ نحن اقرب الیه من حبل الورید (ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں) کیا جاتا ہے اور ذکر تہلیل لسانی شرائط کے ساتھ سالک کو ترقی بخشتا ہے اور حضور ونگرانی وعروج ونزول وجذبات، جیسا کہ مقام قلب میں تھے اس جگہ بھی حاصل ہوتے ہیں۔ بدن نسبت کے انوار میں مشمول ہو جاتا ہے، بلکہ جذب و محبت رفتہ رفتہ تمام بدن پر غالب آجاتی ہے۔ مقام قلب کی نسبت اس مقام کی موجودہ کیفیات نسبتاً بے مزہ اور بے حلاوت ہوتی ہیں، مگر جب اس نسبت میں قوت پیدا ہوتی ہے تو حالات سابقہ فراموش ہو جاتے ہیں۔ اس جگہ مورد فیض بالا بالا ولیت لطیفہ نفس ہے۔ اس مقام کو ولایت کبریٰ کہتے ہیں، جو کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی ولایت ہے۔

یہ ولایت عالیہ سہ دائرہ اور ایک قوس پر متضمن ہے۔ دائرہ اوّل کا نچلا نصف اسماء و صفات زائدہ پر مشتمل ہے، جبکہ اوپر والا نصف متضمن شیونات اور اعتبارات ذاتیہ ہے۔ دائرہ دوّم پہلے دائرہ کے اصول پر متضمن ہے۔ دائرہ سوّم اس اصول کے اصول پر متضمن ہے اور قوس اس اصول کے اصول اصول پر متضمن ہے۔ یہ اصول سہ گانہ حضرت ذات میں اعتبارات ہیں کہ صفات وشیونات کے مبادی ہوئے ہیں۔

روئے جاناں را نقاب اندر نقابے دیگر است
ہر حجابے را کہ طے کردی حجابے دیگر است

فنائے حقیقی و حقیقت اسلام و شرح صدر و مقام دوام شکر و رضا کہ چوں و چرا بر حکم قضا بر می خیزد در قبول تکلیفات شرعیہ احتجاج دلیل نماندہ و استدلال بدیہی گردد و اطمینان از شورش ہائے مقام جذبہ و قوت یقین بمواعید الہٰی و استہلاک و اضمحلال، چنانچہ برف در آفتاب می گدازد و توحید صفاتی و انتفائے انا کہ وجود و توابع وجود را منسوب باو سبحانہٗ یابد و در اطلاق لفظ انا بر خود مسامحت نتواند کرد و متہم داشتن نیات و دید قصور کہ بغیر شر و منقصت در خود نہ بیند۔

وتہذیب اخلاق کہ حاصل سلوک است وتزکیہ از رذائل حرص و بخل و حسد و حقد و کبر و حب جاہ و عجب وغیرہ دریں مقام بلند دست دہد۔

تا یار کرا خواہد و میلش بہ کہ باشد

در دائرہ دوّم وغیرہ نگرانی و توجہ کہ متوہم می شد۔ مدرک نمی گردد کہ نفس صاحب توجہ فنا یافتہ نگران کہ باشد۔

دریں جا مطمئنہ بر تخت صدر ارتقامی نماید و انجذاب صدر را مدرک می شود۔

دریں جا مراقبہ حضرت ذات حق من حیث المحبت یحبھم ویحبونہ تا ولایت علیا می نمایند۔

تعبیر از مقامات قرب کہ مرتبہ بیچونی و تنزیہ حاصل است و در عالم مثال مشہود می شود بدائرہ مناسب دیدہ اند والا جائیکہ خدا است دائرہ کجا است۔

مراقبہ اسم ظاہر اسم باطن

بعد تمام شدن ولایتِ کبریٰ و سیر در اسم ھو الظاھر سیر و سلوک در ولایتِ علیا

ترجمہ: ''محبوب کا چہرہ ہر نقاب پر ایک نقاب رکھتا ہے۔ جس حجاب کو
بھی تو نے طے کیا ہے، اس کے آگے ایک اور حجاب ہے۔''

ولی کے لیے فنائے حقیقی و حقیقت اسلام و شرح صدر و مقام دوام و شکر و رضا حاصل ہو کر حکم قضا پر چون و چرا اٹھ جاتا ہے اور تکلیفات شرعیہ کے قبول کرنے میں دلیل کی حاجت نہیں رہتی اور استدلال بدیہی ہو جاتا ہے اور مقام جذبہ کی شورشوں سے اطمینان ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں قوت یقین و استہلاک و اضمحلال ہو جاتا ہے، جیسا کہ برف دھوپ میں پگھل جاتی ہے۔ توحید صفاتی و انا کے اٹھ جانے سے وجود و توابع وجود کو اللہ سبحانہ سے منسوب پاتا ہے اور اپنے آپ پر لفظ انا کے اطلاق کو برداشت نہیں کر سکتا اور اپنی نیات کو اتہام اور الزام دینا اور ایسی دید قصور رکھنا کہ بغیر شر اور نقص کے اپنے اندر اور کچھ نہ دیکھے۔

اس مقام عالیہ پر اخلاق رزیلہ مثلاً حرص، بخل، حسد، کینہ، کبر، حب جاہ اور عجب وغیرہ سے اس کو چھٹکارا ہو جاتا ہے اور تہذیب و اخلاق جو کہ تصوف کا ماحصل ہے، اس کو نصیب ہوتا ہے۔

ترجمہ: ''محبوب کس کو چاہتا ہے، اس کی محبت کس کے ساتھ ہوگی؟''

دائرہ دوّم: اس میں نگرانی و توجہ کا وہم ہوتا ہے، لیکن اب اس کا ادراک نہیں ہوتا، کیونکہ نگرانی و توجہ کرنے والا نفس ہی فنا ہو چکا ہے تو اب نگرانی کون کرے۔

اس مقام پر نفس نفس مطمئنہ بن جاتا ہے اور تخت شاہی پر جلوہ افروز ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر جذب و محبت کا ادراک صدر کو ہوتا ہے۔ اس مقام پر مراقبہ حضرت ذات باری میں **من حیث المحبت یحبھم ویحبونہ** کیا جاتا ہے، حتیٰ کہ سالک ولایت علیا میں پہنچ جاتا ہے۔

مقامات قرب کی تعبیر جن کو مرتبہ بے چونی و تنزیہ حاصل ہے اور عالم مثال میں مشہود ہو کر مناسب دائرے میں دیکھے گئے ہیں، مگر جہاں اللہ ہے وہاں دائرہ کہاں ہے؟

مراقبہ اسم ظاہر اسم باطن

ولایت علیا۔ مراقبہ اسم ظاہر: ولایت کبریٰ کے تمام مقامات طے کرنے اور اسم

است کہ ولایتِ ملاء اعلیٰ است علیہم السّلام۔ درایں ولایت کاربعناصر ثلثہ سوائے عنصر خاک افتد۔

دریں جامراقبہ ذاتے کہ مسمّی ھو الباطن است می نمایندو ذکرتہلیل وصلوٰۃ نافلہ دریں جاترقی مے بخشد وتوجہ وحضور وعروج ونزول عناصر ثلاثہ راہم می رسدو گاہے بدن مانند یک چشم نگران مدرک می شودودروقت سلطان الاذکار کہ مبتدیاں راحاصل میگرددو بدن را صفائی دست دادہ بود، آن صفا دیگر است واین تصفیہ عناصر دیگر۔ حالات و کیفیات ایں جابالطافت ونزاکت است۔

ووسعت عجیب در باطن پیدا می شودومناسبت باملاء اعلیٰ حاصل میگرددومی تواند کہ ملائکہ کرام ظاہر شدن گیرندواسراریکہ لائق ستروخفا است مدرک گردد **ھینـــاً لا ربـاب الـنـعیم نعیمھا**۔ بعدحصول سیراسم **ھـو الـظـاھر و ھو الباطن** دوجناح برائے سیر بسوئے مقصود کہ ذات بحت است، حاصل می شود۔ پس بانجام رسانیدن معاملہ ولایت علیا اگرفضل الٰہی شامل حال شود، سیر درکمالات نبوت واقعہ خواہدشد۔

مراقبہ کمالات نبوت

وآن عبارت است ازدوام تجلی ذاتی بے پردہ صفات واسمائے۔ درین مقام شگرف یک نقطہ درایں جابہتر ازجمیع مقامات ولایت است، حضور بے جہت میشودو نگرانی وتوجہ ھائے سابقہ وتپش طلب وبے تابی وشوق زائل می شود۔ وبرویقین دست مے دہد، دست حال ومقام ومعرفت ازینجاکوتاہ است۔ **لا تـدرکـہ الابـصـار** بر صدق حال گواہ است۔

''ھو الظاھر ''میں سیر کرنے کے بعد سیر وسلوک ولایت علیا میں سیر ہے کہ یہ ولایت ملاء اعلیٰ علیہ السّلام کی ہے۔ اس ولایت میں طالب کا معاملہ عناصر ثلاثہ سے بالاستثنائے عنصر خاک پڑتا ہے۔

مراقبہ اسم باطن: اس مقام پر مراقبہ ذات الٰہی کے اسم ھو الباطن کا کیا جاتا ہے۔ اب ذکر تحلیل اور نوافل طالب کو ترقی بخشتے ہیں اور توجہ وحضور وعروج ونزول اب عناصر ثلاثہ کو بہم پہنچتا ہے اور کبھی کبھی بدن ایک دیکھنے والی آنکھ کی مانند ادراک میں آتا ہے۔ یہ ایسی ہی کیفیت ہوتی ہے جو مبتدیوں کو سلطان الاذکار کے وقت حاصل ہوتی ہے اور بدن میں تو صفائی آ گئی تھی، وہ صفائی دوسری ہے اور یہ تصفیہ عناصر اور ہے۔ اس مقام پر کیفیات و حالات کے ساتھ لطافت ونزاکت حاصل ہوتی ہے۔

باطن میں عجیب وسعت پیدا ہوتی ہے۔ فرشتوں سے مناسبت پیدا ہوتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس مقام پر طالب پر فرشتے ظاہر ہوں اور راز اور بھید جو اخفا کے قابل ہیں، طالب کو ان کا ادراک ہو جائے۔ **ھیناً لا رباب النعیم نعیمھا**۔ سیر اسم **ھو الظاھر** اور **ھو الباطن** کے بعد طالب کو دو پَر مقصود کی طرف سیر کے لیے جو کہ ذات بحت ہے، حاصل ہو جاتے ہیں۔ اگر فضل الٰہی شامل ہو جائے تو ولایت علیا کا معاملہ سرانجام کرنے کے بعد سیر کمالات نبوت میں واقع ہوگی۔

مراقبہ کمالات نبوت

کمالات نبوت میں سیر دائمی تجلی ذاتی بے پردہ صفات واسماء نصیب ہوتی ہے۔ اس عالی شان مقام میں کہ جس کا اس جگہ ایک نقطہ طے کرنا سارے مقامات ولایت سے بہتر ہے، حضور بے جہت ہوتا ہے اور نگرانی وتوجہات سابقہ اور تپش طلب اور شوق کی بے تابی زائل ہو جاتی ہے۔ یقین کامل نصیب ہوتا ہے۔ حال مقام اور معرفت کی یہاں تک رسائی نہیں۔ **لا تدرکہ الابصار** سالک کے صدق حال پر گواہ ہے۔

بطراز دامن ناز اوچہ زخاکساری مارسد
نزدآن مژہ بہ بلندی کہ ذکر وسرمہ دعارسد

دریں جایافت وادراک علامت نارسائی است۔نکارۃ وجہالت نسبت ووصل عریاں حاصل مے شود۔ووصول است حصول نیست۔

اتصالے بے تکیف بے قیاس
ہست رب الناس را باجان ناس

صفائے وقت وحقیقت اطمینان واتباع ھوالماجاء بہ المصطفیٰ ﷺ وکمال وسعت نسبت باطن وبے کیفیتی ویاس وحرمان دست می دہد۔معارف وحقائق ایں جاشرائع است وبس کہ این مقامات انبیاء است علیہم السلام وتابعاں رابہ تبعیت ووراثت حاصل شدہ توحید وجودی وشہودی از معارف ولایت بُود درراہ مے ماند، اما عروج ونزول بجذبات لطیفہ خاک رابالاصالۃ وبہ تبعیت لطائف ثلاثہ رامیسری شود،مورد فیض درایں جابالاصالۃ لطیفہ خاک است وبہ تبعیت تمام بدن۔

درایں جامراقبہ ذات بحت معرااز جمیع اعتبارات وحیثیات سابقہ مے نمایندو تلاوت قرآن مجید وطول قنوت درنماز درکمالات ثلاثہ وحقائق سبعہ وجز آن کہ من بعد پیش خواہد آمد۔ترقی مے بخشد ہمیں بے رنگی ھا ولطافت ھادرپیش مے آید کہ این مقامات بلنددرجات وامواج بحرنامتناہی ذات بحت الٰہی است جل جلالہٗ۔

مراقبہ کمالات رسالت وکمالات اولوالعزم وحقائق سبعہ

درکمالات رسالت وکمالات اولوالعزم وحقائق سبعہ وجزآں موردفیض۔ہیئت وحدانی سالک است کہ بعد تنویر وتکمیل لطائف عشرہ حاصل شدہ عروج ونزول و انجذاب نصیب تمام بدن است۔

ترجمہ: ''اس کے ناز کے دامن کے پلو تک ہماری خاکساری سے کیسے پہنچ سکتے ہیں؟ اس کے ابرو کی بلندی کی وجہ سے دعا کا سرمہ ہی پہنچ سکتا ہے۔''

اس مقام میں یافت وادراک نہ پہنچنے کی علامت ہے۔ ناکارگی اور نسبت کی جہالت اور وصل عریاں حاصل ہوتا ہے اور وصول ہے حصول نہیں ہے۔

ترجمہ: ''خداتعالیٰ کو بندوں سے جو اتصال ہے۔ وہ بے کیف اور بے قیاس ہے۔''

طالب کو صفائی وقت وحقیقت اطمینان اور جناب محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل شدہ احکام الٰہی کا اتباع اور کمال وسعت نسبت باطن اور بے کیفیتی اور یاس وحرمان حاصل ہوتا ہے۔ اس جگہ معارف وحقائق شریعت کی صورت میں ہیں اور بس، کیونکہ یہ انبیاء علیہم السّلام کے مقامات ہیں اور تابعین کو از راہ تبعیت ووراثت حاصل ہوئے۔ توحید وجودی وشہودی جو کہ معارف ولایت سے تھی راستے میں رہ جاتی ہے، مگر لطیفہ خاک کو بالاصالتہ اور لطائف ثلاثہ (پانی۔ ہوا۔ آگ) کو بہ تبعیت عروج ونزول وجذبات میسر آتے ہیں۔ اس جگہ میں مورد فیض بالاصالتہ لطیفہ خاک ہے اور بہ تبعیت تمام بدن۔

اس مقام میں مراقبہ ذات بحت جو کہ سابقہ جملہ اعتبارات وحیثیات سے معرا ہو، کرتے ہیں اور تلاوت قرآن مجید اور نماز میں طول قنوت کمالات ثلاثہ اور حقائق سبعہ اور جو کچھ اس کے بعد پیش آئے گا، میں ترقی بخشتا ہے۔ یہی بے رنگیاں اور لطافتیں پیش آتی ہیں کہ یہ بلند درجوں والے مقامات اور ذات بحت الٰہی جل جلالہٗ کے بحر لامتناہی کی موجیں ہیں۔

مراقبہ کمالات رسالت وکمالات اولوالعزم وحقائق سبعہ

کمالات رسالت وکمالات اولوالعزم وحقائق سبعہ اور من بعد مقامات میں مورد فیض اور عروج ونزول وانجذاب تمام بدن کو نصیب ہے۔ ہیئت وحدانی سالک ہے جو کہ لطائف عشرہ کی تنویر وتکمیل کے بعد حاصل ہوئی۔

ایں کار دولت است کنون تا کرا رسد

از کمالات رسالت وکمالات اولوالعزم چیزے نوشتہ نشد۔

مراقبہ حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن مجید، حقیقت صلوٰۃ

حقیقت کعبہ عبارت از ظہور سر اوقات عظمت و کبریائی ذاتیہ الٰہیہ است و حقیقت قرآن عبادت است از مبدء وسعت بے چونی حضرت ذات۔

وحقیقت صلوٰۃ عبارت از کمال وسعت بے چونی حضرت ذات فرمودہ اند۔ از کلام حضرت مجدد قدس سرہ مستفاد مے شود معبودیت صرفہ کہ بعد از حقیقت صلوٰۃ مشہود بود، بے چونی صرفہ ذات بود کہ ازان نصیبہ بمقبولاں برسد۔ و برآن داخل دائرہ قیومیت مے شود۔ واز ذاتیکہ قیام جمیع حقائق امکانی باآن تواند بود۔ بہرہ مے یابند مقامات عابدیت وسیر قدمے وسلوک بانتہائے این حقائق تمام می شود۔

مراقبہ معبودیت صرفہ وحقیقت ابراہیمی

بعدزاں معبودیت صرفہ است وبس وایں جا سیر قدمے ممتنع گفتہ اند۔ وسیر نظری جائز داشتہ مقام خلت حقیقت ابراہیمی است علیہ السّلام وآن مقام است بس شنگرف کثیر البرکات انبیاء درین مقام تابع اند حضرت خلیل را حبیب الرحمٰن علیہ وعلیہم السّلام بامر فاتبع ملته ابراهيم حنيفا ماموراست۔

لہٰذا در صلوٰۃ و برکات مطلوبہ خود را تشبیہ مے فرماید بصلوٰۃ ابراہیمی علیہ السّلام

اللّٰهم صل علىٰ محمد وعلىٰ ال محمد كما صليت علىٰ ابراهيم وعلىٰ ال ابراهيم انك حميد مجيد ازایں جا دریاب خیر و برکت این مقام عالی را۔

ترجمہ: ''یہ دولت کا کام ہے، اب کون اس تک پہنچتا ہے۔''

مراقبہ حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن مجید، حقیقت صلوٰۃ

حقیقت کعبہ سراوقات عظمت و کبریائی ذاتیہ الٰہی کے ظہور سے عبارت ہے۔ حقیقت قرآن باری تعالیٰ کی ذات پاک کی وسعت بے چونی کا مبدء ہے۔

حقیقت صلوٰۃ باری تعالیٰ کی ذات پاک کی وسعت بے چونی کا درجہ کمال ہے۔ حضرت مجدد قدس سرہ کے کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ مقام معبودیت صرفہ جو کہ حقیقت صلوٰۃ کے بعد مشہود ہوتا ہے، ذات اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی بے چونی صرف ہے کہ اس کے نصیب ہونے سے مقبولان بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے اور دائرہ قیومیت میں داخل ہو جاتا ہے اور اس ذات سے بہرہ وری ہے۔ عابدیت کے مقامات اور ان حقائق کی انتہا تک سیر قدمی وسلوک تمام ہو جاتا ہے۔

مراقبہ معبودیت صرفہ وحقیقت ابراہیمی

بعد ازاں معبودیت صرفہ ہے اور بس۔ اس جگہ سیر قدمی کو منع فرماتے ہیں اور سیر نظری کو جائز رکھا ہے۔ مقام خلت حقیقت ابراہیمی علیہ السّلام ہے۔ وہ مقام بہت عظیم اور کثیر البرکات ہے۔ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات اس مقام میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے تابع ہیں اور آنحضرت حبیب الرحمٰن ﷺ **فاتبع ملته ابراهیم حنیفا** کے امر پر مامور ہیں۔

لہٰذا صلوٰۃ اور برکات مطلوبہ میں خود کو صلوٰۃ ابراہیمی سے تشبیہ فرماتے ہیں۔ **اللّٰھم صل علٰی محمد وعلٰی اٰل محمد کما صلیت علٰی ابراھیم وعلٰی اٰل ابراھیم انک حمید مجید. اللّٰھم بارک علٰی محمد وعلٰی اٰل محمد کما بارکت علٰی ابراھیم وعلٰی اٰل ابراھیم انک حمید مجید** ۔ یہاں اس مقام بلند کی خیر و برکت کو سمجھ لینا چاہیے۔

مراقبہ حقیقت موسوی

مرکز ایں مقام محبیت صرفہ ذاتیہ حقیقت موسوی است علیہ السّلام وبسیارے از پیغمبراں بمطابعت اوبایں مقام رسیدہ اند۔ ودرقرب ومعیت ممتاز اند علیہ السّلام۔

مراقبہ حقیقت محمدی ﷺ

ایں مرکز بتدقیق کشفی دائرہ عظیم می نماید۔ ومرکز این دائرہ محبیت ومحبوبیت ذاتیہ ممتزجین حقیقت محمدی است ﷺ۔

گویا دو میم اسم مبارک محمد ﷺ براین محبیت ومحبوبیت اشارہ می فرمایند ونیز درین مرکز کہ بغور نظر، رفتہ می شود مثل دائرہ رفیع الشان نظر می آید۔

مراقبہ حقیقت احمدی ﷺ

مرکز ایں دائرہ محبوبیت صرفہ حقیقت احمدی است۔ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلّم ومیم اسم مقدس احمد ازین معنی رمزے وامی نماید۔

بدانکہ ایں عظمت وکبریا وایں وسعت وایں محبت ودرجات آن می تواند کہ در نفسِ حضرت ذات حق تعالیٰ باشد کہ حصول این مراتب بعد تحصیل تجلیات ذاتیہ دائمیہ کہ درکمالات نبوت حصول می شود، پیش می آید باعظمت ووسعت بودن ومحبّ ومحبوب خودشدن۔ تحقیق آن موقوف براضافت غیرنیست، محض وجوہ واعتبارات است حصر حضرت ذات حق تعالیٰ را تعالت وتقدست ونیز مقتضائے محبت کہ درسیر ظلال وصفات پیدا شود۔ اذواق واشواق قلبی است ومحبتے کہ دراین مقامات محض بفضل الٰہی دست دہد۔ موجب کمال واطمینان ووسعت وبے رنگی باطن وارادہ طاعت واستواء ایلام وانعام محبوب می گردد۔

چنانچہ شہادت وجدان اہل وصول ایں مقامات مصداق این معنٰی است۔

مراقبہ حقیقت موسوی

اس مقام کا مرکز محبیت صرافہ ذاتیہ حقیقت موسوی علیہ السلام ہے اور بہت سے پیغمبر آپ کی متابعت سے اس مقام پر پہنچے ہیں اور قرب و معیت الٰہی میں ممتاز ہیں۔ علیہم السلام۔

مراقبہ حقیقت محمدی ﷺ

اس مقام کا مرکز دقیق نظر کشفی میں ایک عظیم دائرہ نظر آتا ہے اور اس دائرہ محبیت و محبوبیت ممتزجین کا مرکز حقیقت محمدی ﷺ ہے۔

گویا اسم مبارک محمد ﷺ کے دو میم اسی محبیت و محبوبیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور نیز اس مرکز میں بغور دیکھا جائے تو ایک رفیع الشان دائرہ کی مثل نظر میں آتا ہے۔

مراقبہ حقیقت احمدی ﷺ

اس دائرہ کا مرکز محبوبیت صرفہ ذاتیہ حقیقت احمدی ہے۔ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ اسم مقدس ''احمد'' کا میم اسی بھید کو کھولتا ہے۔

جان لیں کہ یہ عظمت و کبریائی اور یہ وسعت اور یہ محبت اور اس کے درجات ہو سکتا ہے کہ نفس حضرت ذات میں ہوں کہ ان مراتب کا حصول تجلیات ذاتی دائمی کے حاصل ہونے کے بعد جن کا حصول کمالات نبوت میں ہوتا ہے، پیش آتا ہے۔ باعظمت و باوسعت ہونا اور اپنا محبّ و محبوب ہونے کی تحقیق غیر کی اضافت پر موقوف نہیں ہے۔ محض حضرت ذات حق تعالیٰ و تقدس کے وجوہ واعتبارات ہیں۔ نیز مقتضائے محبت جو کہ ظلال وصفات کی سیر میں پیدا ہوتا ہے وہ قلبی اذواق واشواق ہیں اور جو محبت ان مقامات میں محض بفضل الٰہی نصیب ہوتی ہے، کمال اطمینان و وسعت و بے رنگئ باطن وارادہ طاعت واستواء ایلام و انعام محبوب کا موجب بن جاتی ہے۔

چنانچہ ان مقامات کے واصل حضرات کے وجدان کی شہادت اس معنی کی مصداق

حصول این معانی درکمال مقامات سافلہ نیز می شود۔ فارق قطع و خاصہ این مقام چہ باشد، بلکہ انصاف آن است کہ ہر مقامے را آثار خاصہ کہ مطلقاً در دیگرے حاصل نشود وہمہ را کہ در آن مقام شامل باشد و بآن استدلال بر حصول آن مقام تواں کرد نیست۔ توقع آن ہم نہ باید داشت واگر از صفات اضافیہ باشد وآن در اوّل درجہ ولایت کبریٰ گذشتہ رجعت قہقری لازم می آید، فتامل بالجملہ حقیقت محمدی ﷺ وحقیقت احمدی ﷺ باحضرت ذات نزدیک تراند وآن حضرت رئیس محبوباں گشت وتابعان او خیر الامم ﷺ۔

اللّٰهم ارزقنا حبک و حبه واتباعه وشفاعته و رضاک و رضائه۔

مراقبہ حب صرف ولاتعین

بعدہ حب صرف ولاتعین است کہ سیر قدمی ایں جا کوتاہ است وسیر نظری روا۔

بدانکہ نزد حضرت مجددؒ تعین اوّل تعین حبی است و مرکز آن تعین حب باعتبار محبوبیت ذاتیہ حقیقت احمدی است وتعین روحی آنحضرت ﷺ است وباعتبار محبوبیت و محبیت ممتزجین۔

حقیقت محمدی است وتعین جسدی آنحضرت ﷺ است وباعتبار محبیت صرفہ حقیقت موسوی است علیہ السّلام وتعین موسیٰ علیہ السّلام ومحیط آن مرکز کہ مثل دائرہ است، درصورت مثالی خلت است وآن حقیقت ابراہیمی است علیہ السّلام۔

وتعین ثانی تعین وجودی است و مانند ظل است تعین اوّل را تعین حضرت ابراہیم علیہ السّلام ومبدء تعین ہر پیغمبرے ورسولے حصہ است، از حصص این تعین وجودی واز امتان نیز اگر کسے را بہ برکت متابعتِ، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات درین تعین وجودی نصیبے باشد۔

ہے۔کمال میں اس معنی کا حصول مقامات سافلہ میں بھی ہو جاتا ہے۔اس مقام کی قطعی فرق کرنے والی اور خصوصیت کیا ہوگی، بلکہ انصاف وہ ہے کہ ہر مقام کے آثار خاصہ جو کہ دوسرے کو مطلق حاصل نہیں ہوتے اور سب کو جو اس مقام میں شامل ہوں اور اس استدلال کے ساتھ اس مقام کا حصول کر سکتا ہو، اس کی بھی توقع نہیں کرنی چاہیے اور اگر صفات ذاتیہ ہوں اور وہ اوّل درجہ ولایت کبریٰ میں گزر کر رجعت قہقری لازم آتی ہے۔پس غور کرنا چاہیے۔

مختصر یہ کہ حقیقت محمدی ﷺ واحمدی ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے نزدیک تر ہیں اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ رئیس محبوباں بن گئے اور آپ ﷺ کے تابع حضرات خیر الامم بن گئے۔ ”اے ہمارے اللہ! ہمیں اپنی حب نصیب فرما اور اپنے رسول اکرم ﷺ کی حب و اتباع وشفاعت نصیب فرما اور اپنی رضا اور اپنے محبوب اکرم ﷺ کی رضا نصیب فرما۔“

مراقبہ حب صرف ولاتعین

اس کے بعد حب صرف ولاتعین ہے کہ سیر قدمی یہاں ممتنع ہے اور سیر نظری روا ہے۔

جان لو کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نزدیک تعین اوّل تعین حبی ہے۔اس تعین حب کا مرکز باعتبار محبوبیت حقیقت احمدی ہے اور یہ آنحضرت ﷺ کا تعین روحی ملکی ہے۔باعتبار محبوبیت ومحبیت ممتزجین حقیقت محمدی ﷺ ہے اور آنحضرت ﷺ تعین جسدی بشری ہے، بہ اعتبار محبیت صرفہ حقیقت موسوی ہے اور تعین موسیٰ علیہ السّلام ہے۔اس مرکز کا محیط جو دائرہ کی مانند ہے، صورت مثال میں خلت ہے اور یہ خلت حقیقت ابراہیمی ہے۔علیہ السلام

تعین ثانی: تعین ثانی تعین وجودی ہے اور تعین اوّل کی ظل کی مانند ہے۔یہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا تعین ہے اور اس تعین وجودی کے حصوں سے ہر پیغمبر اور رسول کا مبدء تعین ایک حصہ ہے اور امتوں میں سے اگر کسی کو متابعت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی برکت سے اس تعین وجودی میں نصیب ہو جائے۔

وحصہ یا نقطہ آن تعین مبدء تعین آن کسے بود۔ مجوز است، بلکہ واقعہ ملائکہ علیین راعلیہم السلام نیز مبادی تعینات درہمین تعین وجوداست وحقیقت امیر المومنین ابوبکر صدیقؓ کہ مبدء تعین اوست۔ بے توسط امرے ظل حقیقت محمدی است ﷺ برنہجے کہ ہرچہ کہ دران حقیقت کائن است بطریق تبعیت ووراثت دران ظل ثابت ازینجا است کہ حضرت صدیقؓ ضمنیت کبریٰ داشتند کہ ازکمال محبت ومعیت درضمن حبیب خدا ﷺ سیر مقامات قرب می فرمودند "ما صب اللہ فی صدری شیاً الا صببتہ فی صدر ابی بکرؓ" وایں مرتبہ عالیہ شیخ الشیوخ شیخ محمد عابدرا ؒ بہ تبعیت ووراثت حاصل شدہ بودو حضرت شیخ (محمد عابدؒ) حضرت ایشان مارا ؒ بضمنیت خود ممتاز فرمودہ اند، چنانچہ روزے حضرت شیخ (محمد عابدؒ) فرمودند کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ امشب مابہ نسبتے تازہ سرفراز فرمودہ است۔ حضرت ایشان ماؒ بعرض رسانیدند کہ ازفلاں وقت ایں نعمت عظمیٰ کرامت کردہ (محمد عابد صاحبؒ) فرمودند آرے شماضمنیت مادارید شمارانیز بایں دولت سرفراز فرمودہ اند۔ سبحان اللہ زہے وقبول وصحت کشت وادراک حالات ومقامات۔ درحقائق انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین کثرت درود شریف۔ بابرزخیت روح مبارک پیغمبرے کہ باحقیقت او اتصالے بہم رسیدہ ترقی افزااست۔

اللّٰھم صل علیٰ سیّدنا محمد حبیبک و ابراھیم خلیلک وبارک وسلّم.

یادرود کہ درتشہد معمول است تاسہ ہزار وردسازد۔ درین مقامات انوار نسبت و ارواح طیبہ آن اکابر علیہم التسلیمات ظہور کند ودرایمانیات قوت ہابیفزاید۔

بدانکہ ایں ولایاتِ ثلاثہ وایں کمالاتِ ثلاثہ وحقائقِ سبعہ ودیگر مقامات کہ نے ازان دریا درین قرطاس تراوشے یافتہ، ہمہ متوسلان ایں خاندان شریف رامیسر نیست۔ بعضے بولایت قلبی، بلکہ درداءرہ امکان وبعضے بولایت کبریٰ وقلیلے بکمالات

اور اس تعین کا حصہ یا نقطہ اس آدمی کا مبدء تعین ہو جائے تو یہ جائز ہے، بلکہ واقع ہے۔ ملائکہ علیین علیہم السّلام کے مبادی تعینات بھی اسی تعین وجود میں ہیں اور حقیقت امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ جن کا مبدء تعین بغیر کسی امر کے توسط کے حقیقت محمدی ﷺ کا اس نہج پر ظل ہے کہ جو کچھ اس حقیقت میں شامل ہے وہی تبعیت و وراثت کے طریق پر اس ظل میں ثابت ہے۔ اسی جگہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ضمنیت کبریٰ حاصل تھی جو کہ کمال محبت و معیت سے حبیب اللہ ﷺ کے ضمن میں قرب الٰہی کے مقامات کی سیر فرماتے تھے۔ اس لیے حدیث میں آیا ہے: ''جو شئے اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالی وہ ابوبکر صدیقؓ کے سینے میں پلٹ دی گئی ہے۔'' یہی مرتبہ عالیہ شیخ الشیوخ حضرت محمد عابدؒ کو بہ تبعیت و وراثت حاصل ہو گیا تھا اور شیخ محمد عابدؒ نے ہمارے حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کو اپنا ضمنی بنا کر ممتاز فرمایا تھا، چنانچہ ایک دن حضرت شیخ محمد عابدؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آج رات مجھے نسبت تازہ سے سرفراز فرمایا ہے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے عرض کیا کہ آپ کو یہ نعمت فلاں وقت ملی ہے۔ حضرت شیخ محمد عابدؒ نے فرمایا کہ ہاں تم میرے ضمنی ہو اور تمہیں بھی اس دولت سے سرفراز کیا گیا ہے۔ سبحان اللہ۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور انبیاء کرام علیہم السّلام کے حقائق میں صحت کشف و ادراک حالات و مقامات کثرت درود ال پیغمبر علیہم السّلام کی روح مبارک کی برزخیت کے ساتھ کہ جس کی حقیقت کے ساتھ اتصال حاصل ہوا ہے، ترقی بخشنے والا ہے۔

یا اس درود شریف کی بجائے وہ درود شریف جو تشہد میں ہے۔ تین ہزار کی تعداد میں پڑھے۔ ان مقامات میں انوار نسبت اور ان اکابر علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی ارواح پاک کا ظہور ہوتا ہے اور ایمانیات میں قوت ایمان بڑھ جاتی ہے۔

جان لیجیے کہ یہ ولایت ثلاثہ اور یہ کمالات ثلاثہ و حقائق سبعہ و دیگر مقامات جن کے متعلق ان صفحات پر ان سمندروں کی کچھ نمی ٹپکائی گئی ہے، اس خاندان کے تمام متوسلین کو حاصل نہیں ہیں۔ بعض ولایت قلبی، بلکہ دائرہ امکان تک پہنچے ہیں۔ بعض ولایت کبریٰ تک کم

ثلاثہ و نادرے بہ حقائق سبعہ و جز آں فائز می شوند۔ ازیں است کہ در حالات و تاثیرات ایں عزیزان تفاوت ھا است کہ حالات وعلوم ہر مقام جدا است، چنانچہ نمونہ ازان تحریر یافتہ۔ بالجملہ در ولایات، خصوصاً در ولایت قلبیہ تاثیر وحالات باذوق وشوق وحرارت ظاہر شود۔

ودر کمالات نبوت وحقائق سبعہ جمعیتے باصفا ولطافت بے رنگ پیدا گردد کہ دریں جا تجلیات ذاتیہ بے پردہ اسماء وصفات ظہور دارد۔ کما لا یخفٰی علٰی اھلھا۔ و تفصیل این مقامات ومعارف در مکتوبات حضرت مجددؒ مذکور است وبالفعل درین کمالاتِ ثلاثہ واین حقائق سخن نمودن از رسمے بیش نیست استعداد کجا وکرا۔ لیاقت ایں مقامات بلند است۔

نہ ہر کہ سَر بتراشد قلندری داند
نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند

بشارت معمولہ این خاندان بے تحقق آثار وعلامات آن در خارج وباطن سالک مسموع ومعتبر نیست۔

مگر موشے بخواب اندر شتر شد

آنچہ مشہور است کہ علم احوال ضرور نیست، مراد علم تفصیل احوال یا کشف احوال است۔ واگر فرضاً عدم تغیر باطن از ورود حالات باشد، پس بے خطرگی ودوام نگرانی وفناء ہواء وفنا ارادہ وفناء انا ضرور است۔ حضرت ایشانؒ ما می فرمودند۔ قریب است کہ راہ تسلیک جمیع مقامات مجددیہ مسدود شود۔ واشارہ بقرب انتقال خود فرمودند وفرمودند معلوم نیست کہ بر روئے زمیں کسے را قوت تسلیک تمام مقامات باشد۔ محمد احسان در روضۃ القیومیہ کہ در مناقب حضرات مجددیہ رضی اللہ عنہم نوشتہ، نیز نقل این معنی نمودہ۔

کمالات ثلاثہ سے بہرہ مند ہوئے ہیں۔ شاذ و نادر لوگ حقائق سبعہ اور اس کے علاوہ پر فائز ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس خاندان کے تمام متوسلین کے حالات اور تاثیرات جدا جدا ہیں کہ ہر مقام کے حالات وعلوم جدا جدا ہیں۔ جیسا کہ پہلے بطور نمونہ تحریر کیا ہے۔ بالجملہ ولایات میں، خاص طور پر ولایت قلبیہ میں ذوق وشوق وحرارت کے ساتھ حالات ظاہر ہوتے ہیں۔

اور کمالات نبوت وحقائق سبعہ میں باصفا جمعیت اور بے رنگ لطافت پیدا ہو جاتی ہے کہ اس جگہ تجلیات ذاتیہ بے پردہ اسماء وصفات ظاہر ہوتی ہیں۔ (جیسا کہ اس کے اہل سے مخفی نہیں ہے) تمام مقامات و معارف سلوک نقشبندیہ کی تفصیل مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ میں درج ہے۔ بالفعل ان کمالات ثلاثہ اور حقائق میں بات کرنا ایک رسم سے زیادہ نہیں ہے۔ استعداد کہاں ہے اور کس کو ان بلند مقامات کی لیاقت ہے۔

ترجمہ: ''یہ غلط ہے کہ جس نے بھی سر منڈا لیا وہ قلندر بن گیا اور یہ
بھی غلط ہے کہ جو آئینہ رکھے وہ سکندری جانتا ہے۔''

اس خاندان کی بشارت معمولہ کا ان کے آثار وعلامات کی تحقیق کے بغیر سالک کے خارج اور باطن میں قابل شنوائی واعتبار نہیں ہے۔

ترجمہ: ''مگر ایک چوہا خواب میں اونٹ بن گیا۔''

یہ جو تصوف میں مشہور ہے کہ طالب کو ان کیفیات کا علم ہونا ضروری نہیں، اگر علم بھی ہو تو اس علم سے مراد تفصیل احوال یا کشف احوال ہے اور اگر بالفرض طالب کے باطن میں مختلف حالات کے ورود سے کوئی تبدیلی واقع نہ ہو اور کوئی تغیر محسوس نہ کرے۔ پھر بھی طالب کے لیے لازم ہے کہ بے خطرگی اور دوام نگرانی وفنائے ہوا، فنائے ارادہ، فنائے انا ضروری ہے۔ حضرت مرزا صاحبؒ فرماتے تھے اور اپنے انتقال کے قریب اشارہ فرمایا تھا کہ جمیع مقامات مجددیہ کو مکمل سلوک عنقریب مسدود ہو جائے گا۔ فرمایا کہ تمام روئے زمین پر کوئی شخص ایسا نظر نہیں آتا جس کو ان تمام مقامات کے سلوک طے کرانے کی قوت نصیب ہو۔ محمد احسان روضۃ القیومیہ میں حضرات مجددیہؒ کے مناقب میں تحریر فرماتے ہوئے اس معنی کی نقل کرتے ہیں۔

پس جذبات و کیفیات و لایات و وسعتہا و بے رنگی ہائے کمالات نبوت و دیگر مقامات گواہ صدق حصول مقامات کافی است، از وہم و خیال چہ میشود؟ بہ بشارات بے حقیقت مغرور ساختن و مردم را در غیبت انداختن چہ فائدہ نیست۔ مگر ظاہر را باتباع سنت آراستن و باطن را بدوام حضور و توجہ بجناب الٰہی سبحانہٗ منور داشتن۔

درویشی

درویشی چیست؟ یکساں زیستن و یکسونگریستن:

تاز قید خود پرستیہا دمے آسودے
ہمچو مظہر کاش راہے با خدا بودے ترا

اسرار توحید وجودی و احاطہ و سریان ارباب فناء قلب را کہ بہ تعمیر اوقات بوظائف عبودیت و کثرتِ ذکر بہ تربیت حضرات مشائخ بمقام جذبہ و سکر و مستی و غلبہ محبت و تجلی برقی مشرف شدہ اند، پیش می آید۔ اما توحیدے کہ بمحض مراقبہ سریاں وجود و ہمہ اوست و ہوالموجود متخیل گردد استیلاء واہمہ بیش نیست، از حیز اعتبار ساقط است۔

توحید شہودی: وعلوم توحید شہودی اہلِ فناء نفس را کہ بعد حصولِ فنائے قلب در غلبات انوارِ حق بانتفاء انا و توابع وجود استہلاک یافتہ اند۔ مکشوف می شود و در کمالات نبوت و دیگر مقامات مجددیہ کہ دوام تجلی ذاتی و تمام صحو و ہشیاری است حقائق و معارف علوم شرائع است وبس۔

ارباب توحید وجودی عالم را بحضرت حق جل وعلا نسبت اتحاد و عینیّت ثابت کنند۔ واہل توحید شہودی نسبت ظلیت مقرر نمایند۔ و کسانیکہ ازین ہر دو مقام گذشتہ اند

پس ولایات کے جذبات وکیفیات اور کمالات نبوت اور دیگر مقامات کی بے رنگیاں اور وسعتیں حصول مقامات کے لیے کافی سچے گواہ ہیں۔ وہم وخیال سے کیا ہوتا ہے؟ بے حقیقت بشارتوں سے مغرور بنانا اور لوگوں کو غیبت میں ڈالنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ مگر فائدہ ظاہر کو اتباع سنت سے آراستہ کرنے اور باطن کو دوام حضور اور توجہ بجناب الٰہی سبحانہٗ سے منور کرنے میں ہے۔

درویشی

درویشی کیا ہے؟ ایک ہی حال پر زندگی گزارنا اور ایک ہر طرف دیکھنا:

ترجمہ: ''تو اپنی آرزوؤں، ارادوں اور خواہشات کے ہاتھوں خود پرستی میں مبتلا ہے۔ کاش تجھے حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی طرح وصول الی اللہ کا راستہ مل جاتا اور ماسوا کی قید سے آزاد ہو جاتا۔''

سالک ارباب فنا وقلب کو توحید وجودی واحاطہ وسریان جو کہ تعمیر اوقات کے لیے وظائف عبودیت کثرت ذکر سے حضرت مشائخ کرامؒ کی تربیت سے جذبہ وسکر ومستی وغلبہ محبت وتجلی برقی کے مقام سے مشرف ہوئے ہیں، پیش آتے ہیں۔ مگر وہ توحید جو کہ محض مراقبہ سریان وجود وہمہ اوست وھوالموجود متخیل ہوتی ہے، وہ واہمہ کے غلبہ سے زیادہ نہیں ہے اور قابل اعتبار نہیں ہے۔

توحید شہودی: اور توحید شہودی کے علوم اہل فنائے نفس کو کہ جوانہوں نے فنائے قلب کے حصول کے بعد انوار حق کے غلبات میں انا وتوابع وجود واستہلاک کے انتقاء میں پائے ہیں۔ کمالات نبوت ودیگر مقامات مجددیہ میں طالب تجلی ذاتی کا مورد ہے۔ سکر ختم ہو چکا ہے اب صحو وارد ہے۔ اب ہوشیاری ہے۔ شرعی علوم کے حقائق ومعارف ہیں اور بس۔

جو سالکین توحید وجودی کے مقام پر ہیں، وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تمام دنیا کی نسبت اتحاد وعینیت ثابت کرتے ہیں۔ اہل توحید شہودی خداوند تعالیٰ کی کائنات کے ساتھ ظلیت

بہ کمالاتِ نبوت بہ تبعیت و وراثت رسیدہ اند۔ از غایت تنزیہہ مقصود را از اثبات ہر نسبت تبری فرمایند الانسبت مخلوقیت و مصنوعیت ما للتراب و رب الارباب این معرفت ذوقی و وجدانی است نہ تقلیدی۔ اما ظہور این اقسام علوم ہر سالکے را میسر نیست۔

ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم

چہ نسبت خاک را و رب الارباب

می تواند کہ سالک بولایات و کمالات نبوت فائز شود وازیں علوم او را ہیچ نہ کشاید۔

نہ سلطان خریدار ہر بندہ ایست
نہ در زیر ہر ژندہ زندہ ایست

حاصل سیر وسلوک

اما حاصل سیر وسلوک وحصول فنا ودوام حضور وتہذیب اخلاق و اخلاص تمام و رفع کلفت در ادائے احکام شریعہ با دیگر حالات بے انکشاف اسرار توحید دست می دہد۔ حضرت مجددؒ سیر وسلوک نسبت نقشبندیہ اختیار فرمودہ اند کہ بنور تشرع بسیار آراستہ است۔

ونسبت احراریہ کہ حضرت خواجہ احرارؒ از آباء کرام خود دارند قدس سرہ ومنشاء اسرار توحید وجودی است گزاشتہ کہ در آن مزلت اقدام پیش می آید۔ وآنکہ درین وقت اکثر ارباب سلوک از ذوق ووجدان ہم بہرہ تمام نہ دارند می تواند کہ از دوری زمان نبوی ﷺ ،

کی نسبت کا ہونا مقرر کرتے ہیں۔ جو لوگ ان دونوں سے گزر چکے ہیں (توحید شہودی و توحید وجودی) اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی تبعیت و وراثت سے کمالات نبوت حاصل کر چکے ہیں، وہ مقصود کی غایت تنزیہہ کے پیش نظر اس سے ہر نسبت کے اثبات سے بے زاری فرماتے ہیں مگر صرف نسبت مخلوقیت و مصنوعیت یہ معرفت ذوقی اور وجدانی ہے تقلیدی نہیں۔ لیکن علوم کی ان اقسام کا ظہور ہر سالک کو میسر نہیں ہے۔ ما للتراب و رب الارباب **ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء واللّٰہ ذوالفضل العظیم۔**

ترجمہ: ''خاک کا پتلا شان ربوبیت تک کیسے پہنچے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے عنایت کرے۔ وہ اللہ بڑے فضل والے ہیں۔''

ترجمہ: ''خاک کے پتلے کو رب الارباب سے کیا نسبت۔''

عین ممکن ہے کہ سالک ولایت ثلاثہ و کمالات نبوت پر فائز ہو لیکن ان علوم میں سے کچھ بھی اس پر ظاہر نہ ہو۔

ترجمہ: ''سلطان ہر شخص کا خریدار نہیں ہے اور نہ ہی ہر گلیم پوش سالک صادق ہے۔''

حاصل سیر و سلوک

مگر حاصل سیر و سلوک حصول فنا و دوام حضور و تہذیب اخلاق و اخلاص تمام اور احکام شرعیہ کی ادائیگی میں تکلیف کا رفع ہونا اسرار توحید کے انکشاف کے بغیر دوسرے حالات کے ساتھ میسر آتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے نسبت نقشبندیہ اختیار فرمائی تھی کہ یہ نسبت نور شریعت سے بہت آراستہ ہے۔

نسبت احراریہ: خواجہ احرارؒ نے نسبت احراریہ اپنے آباؤ اجداد سے حاصل کی تھی۔ اس کا منشا اسرار توحید وجودی ہے لیکن آپ نے اسے ترک کر دیا۔ اس توحید میں اکثر سالکین کے قدم پھسل جاتے ہیں۔ اور فی زمانہ اکثر سالکین صحیح ذوق تصوف اور صحیح وجدان سے بہرہ ور ہی

وقرب قیامت وفتور استعداد باشد۔ پس آنچہ بزرگان دین از معارف بیان فرمودہ اند۔ ہمہ اش حق است۔ ہر کسے را آں چہ پیش آمدہ وانمودہ است۔ تفاوت در معارف از جہت اختلاف در مقامات الٰہی راہ یافتہ۔ معاذ اللہ کہ کذب رامد خلے باشد تا کسے تکذیب صدیقان نماید۔

اما تغلیط وجودیہ اہل توحید شہودی را چنانکہ گویند زعمت طائفة ان التوحید شهودی لا وجودی فما وصلو الی حقیقة المقام از عدم ظہور معارف مقامے است کہ در آنجا علوم توحید شہودی منکشف می شود۔

واین مشرب صافی از ظاہر نصوص روشن وبکشف کمل تابعان کہ از سکر وشطح برآمدہ از صحو وہوشیاری کہ مشرب انبیاء است علیہم الصلوٰۃ والسّلام حظ وافر دارند مبرھن است۔ ہیچ شنیدی کہ کسے از صحابہ کرام کہ افضل از اولیاء عظام اند بہ ہمہ اوست گویا شدہ باشد۔

عبارات را بر مشرب خود فرود آوردن از غلبہ حال است، ہم چنین تطبیق معارف مختلفہ باہم از قوت تاویل عبارات است تا اختلاف از میان برخیزد۔

والا اتحاد مقتضیات متبائنہ مقامات مختلفہ چگونہ صورت پزیرد واگر عبارات بتاویل متحد نمایند حالات واذواق مقامات متفاوتہ کے یکے مے شود۔

اگر گوئی ہوائے زمستان وتابستان در نفس ہوائیت یکے است، برودت و حرارت ہوا متحد نہ تواند شد۔

نہیں۔اس کی وجوہات یہ ہیں: (۱) دوری زمانہ نبی ﷺ (۲) قرب قیامت (۳) استعداد کی کمی۔ (جاننا چاہیے) کہ جو کچھ بھی معارف بزرگان دین نے بیان فرمائے ہیں، سب حق ہیں۔جس کو جو کچھ پیش آیا اس نے ظاہر فرمادیا۔بیان معارف میں اختلاف کی وجہ یہ نہیں کہ کسی نے خدانخواستہ جھوٹ کہا، بلکہ اس کی وجہ سالکین کے راستہ اور مقامات کا اختلاف ہے۔کذب کا معاذ اللہ یہاں گزر نہیں۔کسی کے لیے یہ روا نہیں کہ ان صدیقین کی تکذیب کا مرتکب ہو۔

وجودیہ اہلِ توحید کو غلطی پر بتاتے ہیں، چنانچہ کہتے ہیں زعمت طائفة ان التوحید شهودی لا وجودی فما وصلو الی حقیقة المقام۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وجودیہ پر ان مقامات کے معارف کا ظہور ہی نہیں ہوا جہاں توحید شہودی کے علوم منکشف ہوتے ہیں۔لہٰذا توحید شہودی کی تغلیط کرتے ہیں۔

مگر توحید شہودی نصوص روشن سے ثابت ہے۔سالکین کاملین جو سکر سے ''صحو'' و ہوشیاری کے مقام سے سرفراز ہوئے اور مشرب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام سے مشرف ہوئے، ان کے کشف سے ثابت ہے کہ یہ سب حضرات توحید شہودی سے بہرہ ور ہوئے اور اس مقام سے حظ وافر حاصل کیا۔کیا کسی نے سنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو تمام اولیاء سے افضل ہیں، کبھی ہمہ اوست کہا ہو اور توحید وجودی کا ذکر کیا ہو۔

اکابر کی مختلف عبارات کا مفہوم اپنے مشرب (طریقہ و وجدان ذہن تجربہ) کے مطابق بیان کرنا، غلبہ حال کے باعث ہے، اسی طرح قیاس کر لیجیے۔اسی طرح مختلف معارف کی آپس میں تطبیق عبارات کی تاویل کی قوت سے کی گئی ہے تاکہ درمیان سے اختلاف ہٹ جائے۔

وگرنہ مقتضیات متبائنہ اور مقامات مختلفہ کا اتحاد کیسے ممکن ہے؟ اگر عبارات مختلفہ کی تطبیق تاویل سے کر بھی لیں پھر بھی مقامات مختلفہ کے حالات واذواق ایک کیسے ہو سکتے ہیں۔

اگر تو کہے کہ موسم سرما اور موسم گرما کی ہوا نفس ہوائیت میں ایک ہے، لیکن پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان دونوں ہواؤں کی حرارت و برودت متحد نہیں کی جاسکتی۔

بایں ہمہ علوم ومعارف ہر مقام جدا است وانوار وفیوض ہر مرتبہ جدا۔ پس این ہمہ تطبیق از قوت ملکہ مقال بود، نہ از غلبہ واردات حال، والعلم عنداللہ۔ تحریر وتقریر سخن بزرگان در خود لیاقت این بے سروسامان نیست۔

حرف درویشاں بدزدد او مرد دون
تا بخواند بر سلیمے زاں فسون

اما از تعطشے کہ باحوال بزرگان دارد، سخنے چند از کلام عزیزان التقاط نمود۔ لعل اللہ یرزقنی صلاحاً۔

گر ندارم از شکر جز نام بہر
زان بسے خوشتر کہ اندر کام زہر

اگر طالبے بیاید تکرار استخارہ موافق حدیث شریف یا شہادت قبول قلب در بارہ اوضرور است۔ ودرین افادہ جز اشتراک در فیوض یک دیگر منظور نہ باشد تا فائدہ بران مترتب شود۔ بعد تلقین توبہ استغفار ذکر اسم ذات می فرمایند وتوجہ نمایند دل خود را مقابل دل او نمودہ ہمت القاء ذکر کنند تا دلش ذاکر شود وحرکت درو پیدا آید۔

کسے کہ دلش متاثر نشود بوقوف قلبی پردازد۔

وہم چنین ہر لطیفہ خود را برابر لطیفہ او داشتہ توجہ القائے ذکر باید نمود۔ ہر لطیفہ را جدا جدا چند روز توجہ نمایند تا لطائف سبعہ بفضل الٰہی گویا بذکر خدا گردد۔

پس بذکر نفی واثبات ومراقبہ احدیت صرف ارشاد نمایند وہموارہ بر دل او توجہ

اس کے باوجود ہر مقام کے علوم و معارف جدا جدا ہیں۔ ہر مرتبہ کے انوار و فیوض جدا جدا ہیں۔ پس یہ ساری تطبیق اس کی قالی فنکاری کی قوت سے ہے، نہ کہ حال کے واردات کے غلبہ سے، والعلم عنداللہ۔ ان اکابر بزرگان کی تحریر و تقریر پر بات کرنا مجھ جیسے بے سروسامان کی لیاقت سے باہر ہے۔

ترجمہ: ''کمینہ آدمی درویشوں کے حرف چوری کرتا ہے تا کہ کسی سلامتی والے پر اس کا فسوں پڑے۔''

لیکن چونکہ مجھ مسکین کو احوال بزرگاں کی پیاس ہے، لہٰذا ان اکابر کی چند باتیں لکھ رہا ہوں۔**لعل اللہ یرزقنی صلاحاً۔**

ترجمہ: ''اگر میں مٹھاس کے نام سے بہرہ ور نہیں تو اس سے بہتر ہے کہ میں منہ میں زہر بھروں۔''

صفت سلوک: اگر کوئی طالب علم بیعت ہونے کے لیے آئے تو مرشد کے لیے حدیث پاک کے مطابق استخارہ کا تکرار ضروری ہے۔ یا اگر استخارہ نہ کر سکے تو دل سے شہادت طلب کرے کہ یہ بھی کافی ہے اور اس میں ایک دوسرے کے فیوض میں اشتراک کے بغیر فائدہ منظور نہیں ہوتا اور اسی طرح اس پر فائدہ مترتب ہوتا ہے۔ اس کے بعد مرشد مرید کو توبہ و استغفار کی تلقین کرے، اسم ذات کے ذکر کا طریقہ بتائے، توجہ کرے اور مرید کا دل کو اپنے دل کے مقابل رکھ کر ہمت کرے اور اس کے دل میں القائے ذکر کرے تا کہ اس کا دل ذاکر ہو جائے اور اس میں حرکت پیدا ہو جائے۔

اگر کسی کا دل القائے ذکر سے متاثر نہ ہو تو اس کو وقوف قلبی میں مشغول کرنا چاہیے۔

اس طرح لطیفہ قلبی کے جاری ہونے کے بعد مرشد مرید کے ہر لطیفہ پر باری باری توجہ کرے اور القائے ذکر کرے۔ ہر لطیفہ کی طرف جدا جدا چند روز توجہ کرے۔ حتیٰ کہ ساتوں لطائف بفضل اللہ تعالیٰ ذکر کرنے لگ جائیں۔

اس کے بعد شیخ مرید کو نفی و اثبات کا ذکر تلقین کرے اور مراقبہ احدیت صرفہ اس کو

القائے انوار نسبت کہ از بزرگان رسیدہ است وجذبے بفوق نمودہ باشند انشاء اللہ تعالیٰ۔ در چند روز دل سالک نورانی گردد و دریں ضمن دیگر لطائف نیز متلون بانوار می شود۔

رنگ نور قلب زرد و رنگ نور روح سرخ و رنگ نور سر سفید و رنگ نور خفی سیاہ و رنگ نور اخفیٰ سبز و رنگ لطیفہ نفس بے رنگ است واز یں رنگ ہا در و منعکس مے شود۔

و دیدن انوار مقصود نیست، انوار بیرونی چہ کمی دارد کہ کسے سعی برائے تماشہ انوار درونی نماید و منامات و واقعات جز مبشرات نیستند:

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

رؤیت باری تعالیٰ وزیارت آنحضرت ﷺ

از اجلہ واقعات رؤیت باری تعالیٰ و زیارت آنحضرت ﷺ است اگر از شائبہ وہم وخیال مبرا باشد۔ وجہ اشتباہ حقیقت بموہوم آنکہ لمعان انوار ذکر یا محبت واخلاص یا مناسبت استعداد بجناب آنحضرت ﷺ یا رضائے مرشد یا نسبت باطنی او یا کثرت درود یا خواندن بعضے اسما یا احیائے سنت یا ترک بدعت یا خدمت سادات یا توغل بعلم حدیث بصورت آں حضرت ﷺ متصور می شود۔ پندارد کہ بشرف زیارت مشرف شدہ است۔ وآنچناں نیست، بلکہ بہ نمے ازاں دریائے رحمت سیراب شدہ۔

ازیں است کہ بصورت مختلفہ آں حضرت ﷺ رامی بینند اگر صورت مبارک ﷺ کہ در مدینہ منورہ موجود است وصاحب شمائل آنرا بیان نمودہ بیند، البتہ سعادتیست بزرگ و

بتائے اور ہمیشہ مرید کے دل پر اس کے انوار القاء کرے جو نسبت شیخ کو بزرگوں سے ورثہ میں ملی ہے۔ جذبہ فوق سے انشاء اللہ ظاہر ہوگا۔ اور چند روز میں سالک کا دل نورانی ہو جائے گا۔ اس ضمن میں دیگر لطائف بھی انوار سے رنگین ہو جاتے ہیں۔

قلب کے نور کا رنگ زرد ہے، روح کے نور کا رنگ سرخ ہے، سر کے نور کا رنگ سفید ہے، لطیفہ خفی کے نور کا رنگ سیاہ ہے، لطیفہ اخفیٰ کا رنگ سبز ہے، لطیفہ نفس بے رنگ ہے اور یہ تمام رنگ ہائے انوار سالک کے باطن میں منعکس ہوتے ہیں۔

یاد رکھنا چاہیے کہ انوار کا دیکھنا مقصود نہیں ہے۔ انسان کے باہر کائنات میں کیا تھوڑے انوار ہیں کہ انسان باطنی انوار کے تماشہ میں لگ جائے۔ خواب اور واقعات بشارتوں کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

ترجمہ: ''نہ میں رات ہوں اور نہ رات کا پجاری ہوں کہ خواب کی بات کہوں۔ جب میں آفتاب کا غلام ہوں، سب کچھ آفتاب سے کہتا ہوں۔''

رؤیت باری تعالیٰ وزیارت آنحضرت ﷺ

رؤیت۔ زیارت۔ کشف: اعلیٰ واقعات میں سے رؤیت باری تعالیٰ اور زیارت آنحضرت ﷺ ہے، اگر وہم وخیال سے مبرّا ہو۔ حقیقت کے موہوم سے اشتباہ کی وجہ وہ ہے کہ ذکر کے انوار کی چمک یا جناب آنحضرت ﷺ سے محبت واخلاص یا مناسبت استعداد یا مرشد کی رضا یا اس کی نسبت باطنی یا کثرت درود یا بعضے اسماء کا پڑھنا یا سنت کا زندہ کرنا یا بدعت کا ترک کرنا یا سادات کی خدمت کرنا یا حدیث کے علم میں انتہائی مشغولیت آنحضرت ﷺ کی صورت مبارک میں متصوّر ہوتی ہے۔ آدمی سمجھتا ہے کہ زیارت کے شرف سے مشرف ہو گیا ہے اور ایسا نہیں ہے، بلکہ اس دریائے رحمت کی نمی سے سیراب ہوا۔

یہی وجہ ہے کہ مختلف صورت میں آنحضرت ﷺ کو دیکھتے ہیں۔ اگر وہ صورت مبارک جو کہ مدینہ منورہ میں موجود ہے اور صاحب شمائل نے اس کو بیان کیا ہے، دیکھے تو بڑی

موجب ترقی در باطن واز دیاد توفیق می شود والا اوّل بوھم وخیال خوش می شود۔ وہم بریں قیاس است زیارت ارواح طیبہ مشائخ کبار رحمۃ اللہ علیہم وھم چنیں صحت کشف کو نیات بسیار متعذر است۔

معتقد و متخیل خود یا خبرے مشہور کہ در مردم قرار یافتہ۔ یا معاملہ عمرو بصورت معاملہ زید۔ یا القاء شیطانی یا ہواء نفسانی در مرآت خیال منعکس مے شود۔ پندارد کہ صورت عمرو در عالم مثال دیدہ است وگاہے از شروط وقوع امر معلوم نمی شود، لہٰذا غلط واقع می شود۔

پس راہ رضا و تسلیم پیش گرفتہ متوجہ بجناب احدیت باید شد و با این و آن نباید پرداخت وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد وسعی باید نمود و جانے باید کند تا شاہد مقصود از گوش بآغوش برسد۔ شہودے کہ جان را پیش از گرفتاری بہ بدن بود و در ظلمات جسمانی آں را گم نمودہ پیدا باید کرد و کسے را کہ بہ عنایت کشف می نوازند۔ انوار و سیر خود را بہ نظر بصیرت مشاہدہ می نماید والا جمعیت خاطر و توجہ بقلب و نگرانی بمبدء فیاض رفتہ رفتہ ترقی می یابد۔ در چند مدت لطیفہ قلب منور شدہ از قالب می برآید۔ ارباب وجدان را جذب و کشش لطائف مدرک می شود کہ سلوک عبارت از رفتن است و رفتن متضمن است جذب را و چوں لطیفہ قلب از قالب برآید کسے را از قلب بہ بالا راہے کشادہ و کسے را مثل قبہ نور منارہ بالائے سرا۔ستادہ دریافت می شود۔

گاہے حالت عروج کہ دل را بجانب فوق کشان وگاہے حالت نزول کہ گویا قلب را بجہت تحت رواں می یابد تا آنکہ تدریجاً لطیفہ قلب را باصل خود کہ آں را قلب کبیر و حقیقت جامعہ انسانی گویند و بالائے عرش مجید است واصل و متحد می یابد۔ خیال نہ کنی کہ این جا قلب را فنا حاصل شد۔ایں از مغالطہ کشفی است تا ایں جانصف دائرہ

سعادت ہے اور باطن میں ترقی اور توفیق میں زیادتی کا موجب ہوتی ہے۔ وگرنہ دل وہم و خیال سے خوش ہوتا ہے اور اس طرح زیارت ارواح طیبہ مشائخ کبار رحمۃ اللہ علیہم کو قیاس کرے۔ اسی طرح کشف کونیات کی صحت بہت قابل عذر ہے۔

اپنے معتقد و متخیل کو یا خبر مشہور کہ جو لوگوں میں پھیل گئی ہو یا معاملہ عمرو بصورت معاملہ زید یا القائے شیطانی یا ہوائے نفسانی خیال کے آئینے میں منعکس ہو جاتا ہے۔ آدمی سمجھتا ہے کہ عمرو کی صورت کو اس نے عالم مثال میں دیکھا ہے اور کبھی بھی اس امر کے وقوع کی شرطیں معلوم نہیں ہوتیں، لہٰذا غلط واقع ہو جاتا ہے۔

پس رضا و تسلیم کے راستے کو پیش نظر رکھتے ہوئے جناب احدیت باری تعالیٰ میں متوجہ ہو جانا چاہیے اور اس میں مشغول نہیں ہونا چاہیے۔ **وافوض امری الی اللّٰہ. ان اللّٰہ بصیر بالعباد۔** (الایۃ) ''میں اپنے تمام کام اللہ تعالیٰ کو تفویض کرتا ہوں۔ تحقیق، اللہ تعالیٰ عباد کا دیکھنے جاننے والا ہے۔'' اور کوشش کرنی چاہیے اور جانفشانی کرنی چاہیے تا کہ مقصود حاصل ہو جائے۔ وہ شہود جو کہ جان کو بدن سے گرفتاری سے پہلے حاصل تھا اور اس کو جسمانی اندھیروں میں گم کر دیا گیا تھا، ظاہر کر دینا چاہیے۔ جس کسی کو کشف کی عنایت سے نوازتے ہیں، وہ اپنے انوار و سیر کو بصیرت کی نظر سے مشاہدہ کرتا ہے، وگرنہ جمعیت خاطر توجہ و قلب و نگرانی بہ مبدء فیاض رفتہ رفتہ ترقی پاتے ہیں۔ تھوڑی مدت میں لطیفہ قلب منور ہو کر قالب سے باہر آ جاتا ہے۔ ارباب وجدان کو جذب و کشش لطائف کا ادراک ہو جاتا ہے۔ کیونکہ سلوک جانے سے عبارت ہے اور جانا جذب کا متضمن ہے اور جب لطیفہ قلب قالب سے باہر آتا ہے، کسی کو قلب سے اوپر راہ کشادہ اور کسی کو مثل قبہ نور منارہ سر کے اوپر کھڑا در یافت ہوتا ہے۔

سالک پر کبھی عروج کی حالت طاری ہے کہ قلب اوپر کی طرف کھنچا چلا جا رہا ہے، کبھی نزول کی حالت ہے کہ قلب نیچے کی طرف کھنچتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ (بفضل اللہ تعالیٰ ایسا ہوتا ہے) کہ سالک اپنے لطیفہ قلب کو اپنے قلب کی اصل میں جسے قلب کبیر اور حقیقت جامعہ انسانی کہتے ہیں اور جو عرش مجید ہے واصل اور متحد پاتا ہے۔ سالک کو اس مقام پر یہ

امکان و سیر آفاقی تمام می شود و نصف دیگر کہ عبارت از سیر در عالم امر است و بہ لا مکانیت موصوف ھنوز در پیش است۔

بعد اتمام دائرہ امکان و سیر در ولایت صغریٰ قلب را صورت فنا حاصل مے شود کسے کہ از غلطی کشفی رسیدن۔ بقلب کبیر را حصول فنا و سیر در اصول لطائف را ولایت کبریٰ و فنائے نفس داند ظاہر است کہ مستفیدان او راز کیفیات و جذبات و دیگر احوال کہ در ولایت صغریٰ پیش مے آید و رسیدن بایں ولایت شرط است۔ وصول ولایت کبریٰ را چہ حاصل خواہد بود۔ محض بخمول۔ در کوہ ایام گزاری نمودہ اند فنا کو بولایت کجا اللہ تعالیٰ مراد ایشاں را بجذبات فضل عمیم خود بمقامات ارباب تحقیق رساند۔ آمین۔

چوں بجذبات عنایت الٰہی و توجہات مشائخ ہر دو قوس دائرہ امکان تمام شود (و دریافت تمامیت سیر موقوف بر کشف صریح یا وجدان صحیح است و علامت آن حصول حالت دوام حضور است۔ در بیداری و خواب یا بعضے از دیگر کیفیات) سیر در ولایت صغریٰ پیش می آید و جذبات قویہ و دیگر حالات و اسرار نقد وقت می شود۔ و نور این ولایت مشابہ بنور ماہتاب است۔

دریں مقام چوں رسوخ و قوت پیدا کند، قابل اجازت مقیدہ می شود و در ولایت کبریٰ کہ نور آں مشابہ آفتاب نیم روز است اجازت مطلقہ می فرمایند۔

حقیقت فنا و بقا

بعد حصول فناء بقا بر ہر خاطرے کہ متوجہ می شود۔ اللہ تعالیٰ آں را سرانجام می

خیال نہیں کرنا چاہیے کہ اب اس کو فنائے قلب نصیب ہو گئی ہے، یہ ایک کشفی مغالطہ ہے۔اس مقام تک تو نصف دائرہ امکان اور سیر آفاقی ختم ہوتی ہے۔اور نصف دیگر جو عالم امر کی سیر پر مشتمل ہے اور بلا مکانیت موصوف ہے، وہ ابھی باقی ہے۔

دائرہ امکان کی سیر کے ختم ہونے کے بعد ولایت صغریٰ میں قلب کو صورت فنا نصیب ہو جاتی ہے۔ جو شخص کشفی غلطی سے قلب کبیر تک پہنچنے کو حصول فنا واصول لطائف میں سیر کو ولایت کبریٰ وفنائے نفس جانتا ہے، ظاہر ہے کہ اس کے مستفیدوں کو ان کیفیات و جذبات و دیگر احوال سے جو کہ ولایت صغریٰ میں پیش آتے ہیں اور اس ولایت کو پہنچنا ولایت کبریٰ کے حصول کی شرط ہے، کیا حاصل ہوگا۔محض پہاڑ کی گمنامی میں ایام گزاری کرتے ہیں۔فنا کس کی اور ولایت کہاں۔اللہ تعالیٰ ان کی مراد کو اپنے فضلِ عمیم کے جذبات سے ارباب تحقیق کے مقامات تک پہنچائے۔آمین۔

جب اللہ تعالیٰ کی عنایت شامل حال ہوتی ہے اور شیخ کامل کی توجہ میسر ہوتی ہے تو دائرہ امکان کی ہر دو قوس کی سیر تمام ہو جاتی ہے اور سالک کو اس سیر کی تمامیت کا پتہ کشف صریح یا وجدان صریح سے ہوتا ہے۔اس مقام کے حصول کی ظاہری علامت یہ ہے کہ سالک کو خدا تعالیٰ کے دربار کی دائمی حاضری نصیب ہو جاتی ہے۔بیداری وخواب میں دوام حضور مع اللہ نصیب ہو جاتا ہے۔ولایت صغریٰ کی دوسری کیفیات حالات اور جذبات قویہ بھی اس کی علامات ہیں اور دوسرے حالات واسرار بھی منکشف ہوتے ہیں اور اس ولایت کا نور چاند کے نور سے مشابہ ہے۔

اس مقام پر جب رسوخ اور قوت پیدا کرتا ہے تو سالک قابل اجازت مقیدہ ہو جاتا ہے۔ولایت کبریٰ جس کا نور دوپہر کے سورج کی مانند ہے، کے حاصل ہونے پر اجازت مطلقہ فرما دیتے ہیں۔

حقیقت فنا وبقا

حقیقت فنا وبقا کے نتائج: حصول حقیقت فنا وبقا کے بعد سالک جس خاطر پر متوجہ ہوتا

فرماید۔ پس برائے القائے توبہ بر کسے کہ بر شریعت استوار نیست۔ متوجہ حال او بودہ همت نمایند کہ ملکہ صلاحیت کہ نفس شمارا بفضل الٰہی راسخ شدہ در نفس او حاصل شود، ہم چنیں چند وقت متوجہ باشند یا خود را ہماں کس گناہگار در خیال خود تصور نمودہ چند روز توبہ و استغفار نمایند۔ انشاء اللہ تعالیٰ بر شریعت ثابت گردد۔ و بجہت حال مشکلات آنچہ مقصود است در لحاظ داشتہ ہمت نمایند تا مطلوب حاصل گردد۔ مریض را صحیح و تندرست ملحوظ نمودہ ہمت نمایند یا قصدِ ازالہ مرض فرمایند تا بفضل الٰہی شفا یابد۔

دریافت خواطر باطن غیر کسے را کہ صید دل بے خطرہ باصفا حاصل است، چنداں متعذر نیست۔ بعد مقابل داشتن دل بدل غیر متوجہ بوجدان خود شوند۔ ہر خطرہ کہ در دل قرار گیرد خطرہ از باطن اوست۔ و خواطر کہ در باطن مے آید۔ بر اقسام است از چپائے دل۔ بطول امل و تسویف عمل و جرأت بر گناہ و غرور مغفرت الٰہی خطرہ شیطانی است۔ و از راستائے دل و بطاعت و ذکر و امر خیر خطرہ ملکی است و از بالائے دل بخودی و خود آرائی و عار و ننگ خطرہ نفسانی است۔

و از فوق ہمہ بترک مقامات و حالات نیز خطرہ رحمانی است برائے دریافت امور مغیبہ با عالم مثال و ملاء اعلیٰ تطلع نمایند۔ در غیبت یا در خواب چیزے واضح خواہد شد۔ اما حکم بعد تکرار توجہات نمایند برائے ادراک باطن اہل اللہ دل خود را۔ از حالتے کہ دارد خالی تصور نمودہ مقابل دل آں بزرگ دارند ہر حالتے کہ در باطن پیدا شود انعکاس احوال شریفہ اوست اکثر از ارباب۔

ادراک باطن اہل اللہ

اکثر از اربابِ خاندان چشتیہ حرارت و شوق و از بزرگان قادریہ صفا و لمعان و

ہے، اللہ تعالیٰ اس کو سرانجام فرما دیتا ہے۔ پس کسی ایسے شخص پر جو کہ شریعت پر پختہ نہیں ہے، القائے توبہ کے لیے اس کے حال پر متوجہ ہو کر ہمت کریں تا کہ صلاحیت کا ملکہ جو کہ فضل الٰہی سے تمہارے نفس پر راسخ ہو چکا ہے، اس کے نفس کو حاصل ہو جائے۔ اسی طرح چند بار متوجہ ہوں یا اپنے آپ کو وہی گناہ گار آدمی اپنے خیال میں تصور کر کے چند روز توبہ و استغفار کریں، انشاء اللہ تعالیٰ شریعت پر قائم ہو جائے گا اور مشکلات کے حل کی طرف جو کہ مقصود ہے اس کا لحاظ رکھتے ہوئے ہمت کریں تا کہ مطلوب حاصل ہو جائے۔ مریض کو صحیح اور تندرست ملحوظ رکھتے ہوئے ہمت کریں یا اس کے مرض کے ازالہ کا قصد فرمائیں تا کہ فضل الٰہی سے شفا پائے۔

کسی غیر کے باطنی خیال کو دریافت کرنے کے لیے جس کو دل کا شکار بے خطرہ باصفا حاصل ہے، اس کے لیے اتنا مشکل نہیں ہے۔ غیر کے دل کے مقابل اپنے دل کو متوجہ کرے۔ ہر خطرہ جو دل میں قرار پائے وہ غیر کے باطن کا ہے اور جو خطرات باطن میں آتے ہیں کئی قسموں پر ہیں۔ دل کے بائیں طرف سے آنے والا خطرہ طول امل و تسویف عمل اور گناہ پر جرأت اور اللہ تعالیٰ کی بخشش کا غرور، یہ خطرہ شیطانی ہے اور دل کے دائیں طرف سے آنے والا خطرہ طاعت و ذکر و امر خیر کی صورت میں خطرہ ملکی ہے اور اپنے دل کے اوپر سے آنے والا خطرہ خودی اور خود آرائی و عار و ننگ کی وجہ سے خطرہ نفسانی ہے۔

اور اوپر سے آنے والا خطرہ ہر چیز کو ترک کرنے اور مقامات و حالات کے ترک کرنے کی وجہ سے خطرہ رحمانی ہے۔ عالم مثال میں امور غیبی کے دریافت کے لیے ملائکہ مطلع کرتے ہیں۔ غیب میں یا خواب میں کوئی چیز واضح ہو جائے گی مگر حکم بار بار توجہات کے بعد صادر کریں۔ اہل اللہ کے باطن کے ادراک کے لیے اپنے آپ کو موجودہ حالت سے خالی تصور کر کے اس بزرگ کے دل کے مقابل رکھیں جو حالت باطن میں پیدا ہو۔ اس بزرگ کے احوال شریفہ کا عکس ہے۔

ادراک باطن اہل اللہ

خاندان چشتیہ کے اکثر ارباب سے حرارت و شوق اور بزرگان قادریہ سے صفا و

ازاکابر نقشبندیہ بے خودی واطمینان مدرک می شود۔ واحوالِ بزرگان سہروردیہ مشابہت بحالات نقشبندیہ دارد، قدس اللہ اسرارہم اجمعین۔ فیض نسبتِ اھل اللہ مثلِ نورِ خورشید از روزنے می تابد یا مانند اَبرے کہ محیط گردد یا مانند خنکے مے وزد یا مانند باراں یا مانند آب رواں یا مانند چادر باریک کہ تمام بدن راشامل گردد یا مانند شبنم لطیف مدرک می شود واہل ادراک رااحوال ارباب قلب برقلب باذوق وشوق وحرارت محبت ونسبت اہل ولایت کبریٰ برلطیفہ نفس نیز باطمینان واستہلاک واضمحلال ظاہر شود، بلکہ تمام بدن رادرگیرد۔ ونسبت ارباب کمالات نبوت ودیگر مقامات مجددیہ بلطافت وبے رنگی ووسعت تمام لطائف رامحیط مے شود، بلکہ از ادراک آن نزدیک است کہ نزدیکان دوری نمایند تابدوراں چہ رسد لہٰذا از غایت لطافت وبے رنگی ازنسبت ایں خاندان شریف مردم اعراض نمودہ طلب نسبتے کہ ذوق وشوق دارد۔ وناشی از مقام قلب وتجلی افعالی است مے نمایند وندانند کہ ایں لطافت ھا ازکجا است وحال آں کہ در، وسطِ راہ درین طریقہ شریفہ اذواق واشواق عجیبہ وجذبات غریبہ درپیش می آید واحوال اہل ایں طریقہ استمراری است ومکمل ایں طریقہ رادرمقام تجلی ذاتی دائمی بے پردہ اسماء وصفات ودرجات آن قدم گاہ است راسخ۔ پس بے رنگی وغایت لطافت ووصف نسبت باطنی ایشاں آمد کہ دست ادراک ازاں کوتاہ گشت، نارسیدگان گویند کہ درصحبتِ ایشاں جمعیت مائی وصفائی حاصل است۔

وکسے راکہ دریں طریقہ سیر بمرتبہ ظلال اسماء وصفات یا تجلی صفاتی است، البتہ تاثیر توجہ اور بہ کیفیت تیز وقوت مدرک شود۔ پندارد کہ باطن ایشاں قوی است نے، بلکہ رسیدگان بدوام۔ تجلی ذاتی درافاضہ فیوض وبرکات شانے عظیم دارند۔ ومستفیدان ایشاں دراندک مدت حرارت وشوق وحضور پیداکنند۔ **ھو الذی جعل لکم من**

لمعان اور اکابر نقشبندیہ سے بے خودی و اطمینان ادراک میں آتا ہے اور بزرگان سہروردیہ کے احوال نقشبندیہ حضرات کے مشابہ ہیں، قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم اجمعین۔ اہل اللہ کی نسبت کا فیض سورج کے نور کی طرح سوراخ میں چمکتا معلوم ہوتا ہے۔ یا یوں سمجھئے کہ اہل اللہ کی نسبت کا فیض یوں ہے کہ بادل چھایا ہوا ہو یا ٹھنڈی ہوا چل رہی ہو یا بارش ہو رہی ہو یا پانی چل رہا ہو یا باریک چادر ہو جس میں بدن لپٹا ہو یا مانند جسم لطیف، ادراک میں آتی ہے۔ اہلِ ادراک کو اربابِ قلب کے احوال قلب پر ذوق و شوق و حرارت و محبت و نسبت، اہلِ ولایتِ کبریٰ کو لطیفہ نفس پر نیز اطمینان و استہلاک و اضمحلال ظاہر ہوتا ہے، بلکہ تمام بدن پر چھا جاتا ہے اور کمالاتِ نبوت و دیگر مقامات مجددیہ کی نسبت لطافت و بے رنگی و وسعت کے ساتھ تمام لطافت کو محیط ہو جاتی ہے، بلکہ ادراک سے وہ نزدیک ہے کہ جو نزدیکاں دور نظر آتے ہیں۔ دور رہنے کا تو معاملہ ہی کچھ اور ہے، لہٰذا اس خاندان شریف کی نسبت کی انتہائی لطافت اور بے رنگی کی وجہ سے لوگ کنارہ کش رہتے ہیں۔ اس نسبت کو طلب کرتے ہیں کہ جو ذوق و شوق رکھتی ہے اور قلب اور تجلی افعالی کے مقام سے ناشی ہے اور وہ نہیں جانتے کہ یہ لطافتیں کہاں سے ہیں، حالانکہ اس طریقہ پاک کے راستے کی وسط میں اذواق و اشواق عجیبہ و جذبات غریبہ پیش آتے ہیں۔ اور ان اہل طریقہ کے احوال دائمی ہیں اور اس طریقہ کے کامل ترین حضرات کو مقام تجلی ذاتی و دائمی بے پردہ اسماء و صفات اور ان کے درجات میں راسخ قدم گاہ ہے۔ پس بے رنگی و انتہائی لطافت ان کی نسبت باطنی کا وصف ہو گیا کہ ادراک کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ جو لوگ واصل نہیں ہیں کہتے ہیں کہ ان کی صحبت میں جمعیت اور صفائی حاصل ہوتی ہے۔

اور جس کسی کو اس طریقہ میں سیر مرتبہ ظلال اسماء و صفات یا تجلی صفاتی میں حاصل ہے، البتہ اس کی توجہ کی تاثیر یا کیفیت و قوت ادراک میں آتی ہے۔ سمجھتے ہیں کہ ان کا باطن قوی ہے، نہیں، بلکہ دائمی تجلی ذاتی کے واصل فیوض و برکات کے افاضہ میں عظیم شان رکھتے ہیں اور ان کے مستفید لوگوں میں تھوڑی مدت میں حرارت و شوق و حضور پیدا ہو جاتا ہے۔

الشجر الاخضر ناراً۔

در نیابد حال پختہ ہیچ خام
پس سخن کوتاہ باید والسلام

درطرق دیگر کہ از کثرت ذکر جہر وحبس نفس واشغال سماع حرارت قلبی وشوق و ذوق اکثر ظاہر شود وکیفیاتے کہ درمقامِ جذبہ نقشبندیہ وحصول فنا حاصل گردد در ہر دو قسم حالات فرق ھا است۔ ایں جا وسعتِ نسبتِ باطن ودوام حضور وکثرت انوار وبرکات نقد وقت است۔ وتوحید حالی بے استیلائے وہم ظاہر شود۔

وآں جا محض حرارت وتپش قلبی است کہ از بعض عوارض لاحق گردیدہ است اگر حالت توحید است از غلبہ واہمہ ومراقبہ توحید است اما اگر ایں نسبت شریفہ نقشبندیہ فنا و بقا برسد۔ اکسیر اعظم است۔ دراحیاء دل ھائے طالبان راہ خدا۔

تا یار کرا خواہد ومیلش بہ کہ باشد

بدانکہ از کثرت مراقبہ کہ آن عبارت از نگہبانی دل از خواطر وانتظار فیض الٰہی است، درنسبت باطن عمقے وقوتے پیدا شود واز کثرت ذکر تہلیل کہ آن عبارت از نفی ہستی خود وہستی جمیع موجودات واثبات ہستی حق تعالیٰ است بارعایت شروط مقررہ فنا ونیستی قوی گردد واز کثرت تلاوت قرآن مجید نورانیت وصفا واز کثرت استغفار ونماز

ھو الذی جعل لکم من الشجر الاخضر ناراً۔ترجمہ:''جس نے بنادی تم کو سبز درخت سے آگ۔''

ترجمہ:''کچے آدمی سے پختگی کا کام سر نہیں آتا۔یعنی ناتمام سالک سے مکمل فیض نہیں مل سکتا۔بس بات مختصر یہی ہے کہ پیر پختہ چاہیے جس سے تکمیل ہو سکے۔والسلام۔''

خاندان عالیہ نقشبندیہ کے علاوہ دیگر سلاسل میں کثرت ذکر جہر،حبس نفس اور سماع وغیرہ سے اکثر کیفیت وحالات ظاہر ہوتے ہیں جو خاندان نقشبندیہ میں مقام جذبہ وفنائے قلب کے مقام پر حاصل ہوتے ہیں،لیکن دونوں میں فرق ہے۔(خاندان نقشبندیہ میں جو کیفیات پیدا ہوتی ہیں وہ یہ ہیں:)۱۔وسعت باطن،۲۔دوام حضور،۳۔کثرت انوار، ۴۔توحید حالی،جس میں وہم وگمان کا شائبہ تک نہ ہو۔

دوسرے طریقوں میں کہ کثرت ذکر وحبس نفس واشغال،سماع،حرارت قلبی وذوق و شوق اکثر ظاہر ہوتا ہے اور وہ کیفیات جو مقام جذبہ نقشبندیہ حصول فنا میں حاصل ہوتی ہیں، ان ہر دو قسم کے حالات میں بہت فرق ہے۔اس جگہ وسعت نسبت باطن اور دوام حضور و کثرت انوار وبرکات نصیب ہوتے ہیں اور توحید حالی بغیر وہم کے چھا جانے کے ظاہر ہوتی ہے اور اس جگہ محض حرارت وتپش قلبی ہے جو کہ بعض عوارض سے لاحق ہوگئی ہے۔اگر حالت توحید ہے تو غلبہ واہمہ ومراقبہ توحید سے ہے،لیکن اگر یہ نسبت شریفہ فنا وبقا کو پہنچ جائے تو راہ خدا کے طالبان کے دلوں کو زندہ کرنے میں اکسیر اعظم ہے۔

ترجمہ:''محبوب کس کو چاہتا ہے کہ اس کی چاہت محبت کس سے ہو جائے؟''

جان لیں کہ کثرت مراقبہ سے خطرات سے دل کی نگہبانی اور فیض الٰہی کا انتظار مقصود ہے کہ جس سے نسبت باطن میں گہرائی اور قوت پیدا ہوتی ہے اور کثرت ذکر تہلیل لسانی سے کہ جو اپنی ہستی اور جمیع موجودات کی ہستی کی نفی اور حق تعالیٰ کی ہستی کے اثبات سے عبارت ہے۔مقررہ شرطوں کی رعایت سے فنا ونیستی قوی ہو جاتی ہے اور کثرت تلاوت قرآن مجید

تضرع و نیاز و از کثرت درود منامات واقعات عجیبہ ظاہر شود۔ و اگر بہ نسبت فنائیہ خود متوجہ شوی حالت دیگر۔ و اگر بہ نسبت بقائیہ خود توجہ نمائی ذوق دیگر روئے نماید۔ در وقت بسط حالت اگر چہ یک سرِ مو متغیر شود سکر پیش گیر داند ک مدان و در وقت قبض بعد غسل بآب سرد و الا بآب گرم دوگانہ نماز و استغفار کنی۔ و اگر قبض نہ رود باز غسل یا وضو بر وضو و تضرع و التجا بایزد اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نمائی تلاوت قرآن مجید بترتیل و تذکرِ موت و زیارۃِ گورستانِ کہنہ و حضور در مواقع خیر و صدقہ از احب مال و توجہ بمرشد دافع قبض است۔

از لقمہ حرام قبض و بے حلاوتی تا سہ روز و از لقمۂ شبہ تا تحلیل آن و از صغائرِ ذنوب تا وضو و ادائے نماز مے ماند و از تجلی ہو القابض رفع قبض بر ارادہ الٰہی است، کوشش مے کن و کشائش را چشم مے دار۔

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

معمولات و نصائح ضروریہ

مے فرمایند ہر کرا ضبط اوقات بدوام ذکر و وظائف عبودیت و قناعت بہ لابد معاش نیست و از خدا سبحانہٗ غیر خدا مے خواہد۔ در راہِ خدا ناقص است و حضرت خواجہ بزرگ امام طریقہ خواجہ نقشبندؒ وظائف و اوراد طریقہ خود را بر آنچہ از احادیث صحیحہ ثابت شود، قصر فرمودہ اند۔ پس اہل این طریقہ را از کمال اتباع سنت ناگزیر است۔ وقت صبح بادعیہ ماثورہ بقدر میسور باید پرداخت۔ دہ بار درود شریف، دہ بار استغفار و دہ بار اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم وآیۃ الکرسی یک بار سورۃ اخلاص و معوذتین سہ سہ بار۔

سے نورانیت وصفا اور کثرت استغفار ونماز سے تضرع و نیاز اور کثرت درود سے منامات و واقعات عجیبہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اگر تو اپنی نسبت فنائیہ کی طرف متوجہ ہو تو دوسری حالت اور اگر اپنی نسبت بقائیہ کی طرف توجہ کرے تو دوسرا ذوق رونما ہوتا ہے۔ حالت بسط کے وقت میں اگرچہ ایک بال کے سرے کے برابر متغیر ہو تو شکر ادا کر اور تھوڑا مت جان اور قبض کے وقت میں سرد پانی سے، اگر نہیں تو گرم پانی سے بعد غسل دوگانہ نماز ادا کر اور استغفار کر اور اگر قبض نہ جائے تو پھر غسل یا وضو پر وضو و تضرع والتجا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی خدمت میں کر۔ تلاوت قرآن مجید ترتیل کے ساتھ اور موت کا تذکرہ اور پرانے قبرستان کی زیارت اور خیر کے مواقع پر حاضری اور سب سے پیارے مال سے صدقہ اور مرشد گرامی کی طرف توجہ قبض کو دفع کرنے والی ہے۔

لقمہ حرام سے قبض اور بے حلاوتی تین دن تک اور لقمہ شبہ سے اس لقمہ کے تحلیل تک اور صغیرہ گناہوں سے وضو اور ادائے نماز تک رہتی ہے اور تجلی ہوالقابض سے قبض کا رفع ہونا ارادہ الٰہی پر موقوف ہے۔ کوشش کرتا رہ اور کشائش کی امید رکھ۔

ترجمہ: ''وہ کون عاشق ہے کہ جس کی حالت محبوب نہ جانے اور اس
کی طرف نظر نہ کرے۔ حضرت! درد ہی نہیں ہے، طبیب تو موجود ہے۔''

معمولات ونصائح ضروریہ

فرماتے ہیں کہ جس کسی کو ضبط اوقات دوام ذکر و وظائف اور میسر روزی پر قناعت نہیں ہے اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے غیر اللہ مانگتا ہے، وہ اللہ کے راستے میں ناقص ہے اور حضرت خواجہ بزرگ امام الطریقہ خواجہ محمد بہاء الدین نقشبندؒ نے اپنے طریقے کے وظائف و اوراد کو احادیث صحیحہ سے جو کچھ ثابت ہوا ہے، اسی پر مقرر فرمایا ہے۔ پس اس طریقہ کے اہل کو کمال اتباع سنت ناگزیر ہے۔ وقت صبح ماثورہ دعائیں بقدر توفیق پڑھنی چاہئیں۔ دس بار درود شریف، دس بار استغفار اور دس بار اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم اور آیۃ الکرسی ایک

سبحان اللہ وبحمدہ صد بار بوقت شام وخفتن نیز بخواند۔ پس بعد فاتحہ ورجوع بارواح طیبہ حضرات مشائخ قدس اللہ اسرارہم بذکر ومراقبہ مشغول شود ودروقت اشراق دوگانہ نماز شکر نہارو دوگانہ استخارہ باایں نیت بگزارد، الٰہی از علم تو استخارہ می کنم کہ آں چہ از مرادات روز وشب دربارہ من بہتر باشد، مراپیش آید واز سوئے قضا مرانگاہ دار ورضا بقضا کرامت فرما۔ بعد زان بدرس کتاب وامور ضروریہ پر دازد ودر وقت چاشت چہار رکعات کہ درحدیث صلٰوۃ الاوابین ہمین نماز ضحیٰ است۔ انہ کان للاوابین غفورا۔ پس اگر میسر شود قیلولہ نماید کہ موید قیام لیل است ووقت فئی زوال چہار رکعات بطول قنوت بخواند۔ بعد سنت مغرب شش رکعت کہ بصلوٰہ الاوابین در مردم مشہور است۔ واولیٰ بست رکعت است۔ وشب را اگر می تواند، تثلیث نماید۔ ثلث اول وآخر برائے ادائے حقوق مولا جل وعلا وثلث وسط بجہت استراحت نفس خود مقرر نماید۔ والا تربیع لیل از مہمات داند۔ دو پہر خواب کافی است نماز تہجد کہ آں بعد از خواب برخاستن است ومغلوب النوم راپیش از خواب ہم جائز است وبے توفیق را وقت چاشت تدارک آن ضرورت است۔ دوازدہ رکعات یا دہ رکعات یا ہشت یا شش رکعات آن چہ تواند بخواند۔ ودر نوافل قرأت سورۃ یٰسین معمول است۔ والا سورۃ اخلاص بخواند۔ وقت سحر دعا واستغفار وذکر ومراقبہ نماید۔ اگر از شب ثلث بیدار شود، بعد فراغت از اذکار اندکے بخواب رود کہ آں را خواب مشاہدہ گویند۔ نماز صبح در اول وقت کہ ستارگان درخشاں باشند بخواند۔ اوراد ے کہ دراحادیث ثابت شدہ وظیفہ باید نمود۔

وتلاوت قرآن مجید حافظ را در تہجد بہتر است وغیر حافظ قرآن مجید بعد نماز اشراق یا نماز ظہر بتلاوت بترتیل وتحسین صوت پردازد وبمقدار یک جز یا زیادہ مقرر

بار، سورۃ اخلاص اور معوذتین سہ سہ بار۔ **سبحان اللّٰہ و بحمدہ** صد بار وقت شام اور رات کو سوتے وقت بھی پڑھے۔ اس کے بعد ارواح طیبہ حضرات مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے لیے فاتحہ پڑھ کر ذکر اور مراقبہ میں مشغول ہو جائے اور اشراق کے وقت میں دو رکعت دن کا شکرانہ اور دو رکعت استخارہ اس نیت کے ساتھ ادا کرے۔ یا اللہ! میں تیرے علم سے استخارہ کرتا ہوں کہ جو کچھ روز و شب میں میرے بارے میں بہتر مرادات ہوں میرے پیش آئیں اور سوئے قضا سے میری حفاظت فرما اور رضا کرامت فرما۔ بعد ازاں کتاب کے درس اور امور ضروریہ میں مشغول ہو۔ در وقت چاشت چہار رکعت کہ حدیث میں صلوٰۃ الاوابین یہی نماز ضحیٰ ہے۔ **انہ کان للاوابین غفورا** پڑھے۔ پس اگر میسر آئے تو قیلولہ کرے کہ رات کے قیام کی تائید کرنے والا ہے اور وقت زوال چار رکعت طول قنوت کے ساتھ پڑھے۔ بعد سنت مغرب چھ رکعت جو کہ لوگوں کے درمیان صلوٰۃ الاوابین کے نام سے مشہور ہے اور اولیٰ بیس رکعت ہے اور رات کو اگر کر سکے، تین حصے بنائے۔ ثلث اول و آخر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے لیے، درمیان ثلث وسط اپنے نفس کے آرام کے لیے مقرر کرے۔ وگرنہ رات کو چار حصوں میں تقسیم کرنا اہم جانے۔ دو پہر نیند کافی ہے۔ نماز تہجد جو کہ نیند سے بیدار ہونے کے بعد ہے اور نیند سے مغلوب آدمی کے لیے سونے سے پہلے بھی جائز ہے اور بے توفیق (جو رات کو بروقت تہجد نہ پڑھ سکے) کو چاشت کے وقت اس نماز تہجد کا تدارک ضروری ہے۔ بارہ رکعت یا دس رکعت یا آٹھ رکعت جتنا پڑھ سکتا ہو پڑھے۔ نوافل میں قرأت سورۃ یٰسین معمول ہے وگرنہ سورۃ اخلاص پڑھے۔ سحر کے وقت دعا و استغفار و ذکر و مراقبہ کرے۔ اگر ثلث شب سے بیدار ہو تو اذکار سے فراغت کے بعد تھوڑا سا سو جائے کہ اس کو خواب مشاہدہ کہتے ہیں۔ نماز صبح اول وقت میں کہ ستارے چمک دمک رہے ہوں پڑھے۔ وہ اوراد جو احادیث شریفہ سے ثابت شدہ ہوں وظیفہ کرنے چاہئیں۔

اور حافظ قرآن کو تلاوت قرآن مجید تہجد میں پڑھنا بہتر ہے اور غیر حافظ قرآن بعد نماز اشراق یا نماز ظہر تلاوت قرآن مجید ترتیل و تحسین آواز میں مشغول ہو اور ایک پارہ کی

نماید واگر شوق وذوق مطلوب باشد، اندکی جہر متوسط نماید۔

کلمہ تمجید صد بار وکلمہ توحید صد بار ودرود صد بار از نماز خفتن والا ہر وقت کہ میسر شود معمول ہزار بار است۔ ہر قدر کہ تواند بخواند واستغفار رب اغفرلی وارحمنی وتب علی انک انت التواب الرحیم صد بار رب اغفر وارحم واھدنی السبیل الاقوم صد بار اللّٰھم اغفرلی وارحمنی ولوالدی ولمن توالد وللمؤمنین والمؤمنات بست وپنج بار بخواند۔

بدانکہ ایں نماز ھا وتلاوت واوراد بے حضور قلبی صحیح نیست، لہٰذا فرمودہ اند سالک بعد ادائے نماز فرض وسنن موکدہ بجز ذکر ومراقبہ نہ پردازد تاکہ حضور ملکہ گردد وبفناء نفس وتہذیب اخلاق مشرف شود۔ پس ہر وردے از اوراد وامرے از امور معاش ودرس وتدریس کہ پیش گیرد۔ بہ پرداخت وقوف قلبی ویادداشت لازم شناسد۔ امادر علوم دقیقہ توغل مضر است۔ وشغل علم دینی ممد نسبت باطن فرمودہ اند خصوصاً علم حدیث کہ جامع است تفسیر وفقہ وعلوم تصوف را بالشرط توجہ بہ روحانیت مقدس ومطہر آنحضرت ﷺ وحفظ ادب کلام رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلّم۔

نصائح حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

ایں چندہ فقرہ جامعہ برسم تبرک از کلام مبارک حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ کہ ناگزیر ہمہ سالکاں است، نوشتہ می شود۔ اللہ تعالیٰ کاتب را نیز توفیق عمل برآں کرامت فرماید۔ آمین۔

می فرمایند وصیت می کنم ترا اے پسرک! من بعلم وادب وتقویٰ در جمیع احوال بر تو باد کہ تتبع آثار سلف کنی وملازم سنت وجماعت باشی وحدیث وفقہ آموزی واز صوفیاں

مقدار یا زیادہ مقرر کرے اور اگر شوق و ذوق مطلوب ہو تھوڑا سا بلند آواز متوسط درجہ سے تلاوت کرے۔

کلمہ تمجید سو بار اور درود سو بار عشاء کی نماز کے بعد وگرنہ ہر وقت کہ جب میسر آئے۔ معمول ہزار بار ہے جس قدر کہ ہو سکے پڑھے۔ استغفار رب اغفرلی وارحمنی و تب علی انک انت التواب الرحیم سو بار۔ رب اغفر وارحم واھدنی السبیل الاقوم سو بار اللّٰھم اغفرلی وارحمنی ولوالدی ولمن توالد و للمؤمنین والمؤمنات ۲۵ بار پڑھے۔

جان لو یہ نمازیں تلاوت و اوراد بے حضوری قلب صحیح نہیں ہیں، لہٰذا فرمایا ہے کہ سالک بعد ادائے نماز فرض و سنن وقضا سوائے ذکر و مراقبہ اور کسی چیز میں مشغول نہ ہوتا کہ حضور پختہ ہو جائے اور فنائے نفس و تہذیب اخلاق سے مشرف ہو جائے۔ اوراد میں سے ہر ورد اور امور میں سے ہر امر، امور معاش، درس و تدریس جو کہ اس کے سامنے آئے اس میں مشغول ہو۔ پرداخت وقوف قلبی و یادداشت کو لازم جانے مگر علوم دقیقہ میں مشغولی مضر ہے اور علم دین کا شغل نسبت باطن کا مد فرماتے ہیں۔ خصوصاً علم حدیث کہ جامع تفسیر و فقہ و علوم تصوف کا بشرط توجہ بہ روحانیت مقدس و مطہر آنحضرت ﷺ اور حفظ ادب کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلم۔

نصائح حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ فرماتے ہیں کہ اے بیٹا! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ علم، ادب، تقویٰ اور جمیع احوال جو تجھے درپیش ہوں، ان سب میں بزرگان سلف کا اتباع کر اور اہل سنت والجماعت کے حلقہ میں شامل رہ۔ فقہ و حدیث کا علم حاصل کر۔ جاہل صوفیوں سے پرہیز کر۔ امام اور موذن نہ بن، بلکہ نماز باجماعت کا پابند رہ۔ شہرت ایک آفت اور دین و دنیا اور آخرت میں مصیبت ہے، اس کا طالب نہ بن، اس سے بچ۔ کسی منصب میں مقید نہ

جاہل بہ پرہیزی۔ نماز باجماعت بگزاری، بشرطیکہ امام وموذن نباشی۔ ہرگز طلب شہرت مکن کہ شہرت آفت است، بہ منصبے مقید مشو۔ دائم گمنام باش۔ درقبالہ ھانام خود منویس۔ بحکمہ قضا حاضر مشو۔ ضمان کسے مباش۔ بوصایائے مردم درمیا وباملوک و ابنائے ایشان صحبت مدار۔ خانقاہ بنامکن و درخانقاہ منشیین۔ وسماع بسیار مکن کہ سماع بسیار دل رابمیر اند۔ نفاق پدید آردو۔ نیز بر سماع انکار مکن کہ سماع رااصحاب بسیار اند۔ کم گوکم خور کم حسپ۔ از خلق بگریز چنانچہ از شیر بگریزند وملازم خلوت خود باش۔ بہ امردان وزنان ومبتدعاں وتوانگران وعامیان صحبت مدار۔ حلال بخور، از شبہ بہ پرہیز، تاتوانی زن مخواہ کہ طالب دنیا شوی ودر طلب دنیا دین بباددہی۔ بسیار مخند واز خندہ قہقہہ اجتناب کن کہ خندہ بسیار دل رابمیر اند۔ باید کہ ہمہ کس رابچشم شفقت نگری وہیچ فردے راحقیر نہ شمری۔ ظاہر خود رامیارا کہ آرائش ظاہر از خرابی باطن است۔ باخلق مجادلہ مکن۔ از کسے چیز مخواہ وکسے راخدمت مفرما۔ ومشائخ رابمال وتن وجان خدمت کن۔ برافعال ایشاں انکار منما کہ منکراں ایشاں ہرگز رستگاری نہ یابد۔ بہ دنیا واہل دنیا مغرور مشو۔ باید کہ دل تو ہمیشہ اندوہگیں بود وبدن تو بیمار وچشم تو گریاں، عمل تو خالص، دعائے تو بتضرع، جامہ تو کہنہ، رفیق تو درویش، مایہ تو فقر، خانہ تو مسجد، مونس تو حق سبحانہٗ وتعالیٰ باشد۔

احوال حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

احوال حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی صاحب الطریقہ حضرت شیخ احمد فاروقیؒ طریقہ چشتیہ از پدر بزرگوار خود گرفتہ اندواز ارواح طیبہ این سلسلہ علیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم فیضہا واجازت وخلافت یافتہ ودر خوردی باز منظور نظر عنایت حضرت شاہ کمال قادری قدس سرہ بودند وخرقہ تبرک حضرت شاہ کمال از دست شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہما کہ درواقعہ حضرت شاہ کمال بالباس آن ایشاں راتاکیدات فرمودہ پوشیدند واز ارواح

ہو۔ دائمی گمنامی اختیار کر۔ قبالہ ہا (قبالوں) میں اپنا نام نہ لکھ۔ عدالتوں میں نہ جا۔ کسی کا ضامن نہ بن۔ لوگوں کے وصایا میں نہ آ۔ بادشاہوں اور ان کے فرزندوں سے صحبت نہ رکھ۔ خانقاہ نہ بنا اور نہ ہی خانقاہ نشین بن۔ سماع میں مشغول نہ ہو۔ سماع دل کو مردہ کر دیتا ہے اور نفاق پیدا کرتا ہے، لیکن سماع کا انکار بھی نہ کر کہ اہل سماع سے بہت بزرگ اصحاب ہیں۔ کم بول، کم کھا، کم سو اور خلق سے ایسا گریزپا ہو جیسے لوگ شیر سے بھاگتے ہیں۔ اپنی خلوت کو لازم پکڑ۔ لڑکوں، عورتوں، بدعتیوں، امیروں اور عامیوں سے میل جول نہ رکھ۔ حلال رزق کھا اور مشتبہ چیزوں سے پرہیز لازم کر۔ جہاں تک ہو سکے عورت نہ کر کہ دنیا کا طالب ہو جائے گا۔ زیادہ نہ ہنس اور ہنسی میں قہقہہ سے پرہیز کر کہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔ چاہیے کہ ہر ایک کو شفقت کی آنکھ سے دیکھے اور کسی فرد بشر کو حقیر نہ جان۔ اپنے ظاہر کو آراستہ نہ کر کہ ظاہر کی آرائش باطن کی خرابی ہے۔ لوگوں کے ساتھ مت جھگڑ اور کسی سے کوئی چیز مت مانگ اور کسی کو اپنی خدمت کا حکم مت دے۔ مشائخ کی مال اور جسم و جان سے خدمت کر۔ ان کے افعال پر انکار مت کر کہ ان کے نہ ماننے والے کبھی نجات نہیں پاتے۔ دنیا اور اہلِ دنیا پر مغرور نہ بن۔ چاہیے کہ تیرا دل غمزدہ رہے۔ تیرا بدن بیمار۔ تیری آنکھ رونے والی۔ تیرا عمل خالص۔ تیری دعا تضرع اور زاری کے ساتھ ہو۔ تیرا لباس پرانا۔ تیرے ساتھی درویش۔ تیرا سرمایہ فقر۔ تیرا گھر مسجد اور تیرا مونس و غمخوار اللہ ہے جو پاک ذات ہے۔

احوال حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

امام ربانی مجدد الف ثانی صاحب الطریقہ حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ نے طریقہ چشتیہ والد بزرگوار سے حاصل کیا اور اس سلسلہ عالیہ کے ارواح طیبہ قدس اللہ اسرارہم سے فیوض و اجازت و خلافت پائی اور بچپن میں ہی حضرت شاہ کمال قادری کیتھلی قدس سرہ کے منظورِ نظر تھے اور خرقہ تبرک حضرت شاہ کمالؒ حضرت شاہ سکندرؒ کے ہاتھ سے زیب تن فرمایا۔ جس کی حضرت شاہ کمالؒ نے واقعہ میں حضرت شاہ سکندرؒ کو حضرت مجددؒ کو

مقدسہ اکابر خاندان قادریہ و روح پرفتوح حضرت غوث الثقلینؒ بہ فیوض و برکات و اجازت و خلافت فائض شدہ اند و اجازت طریقہ کبرویہ از مولانا یعقوب صرفیؒ کہ در خطہ کشمیر کمالات ایشاں مشہور است، دارند۔ اما نسبت حضرات خواجگان نقشبندی قدس اللہ اسرارہم کہ از خواجہ آفاق حضرت خواجہ باقی باللہؒ یافتہ اند بر حضرت ایشان غالب است و ذکر و شغل و وضع و آداب ہمیں طریقہ معمول دارند۔ پس تحریر ہر چار شجرہ ضرور است، برائے تبرک و تیمن تا موجب برکت متوسلان این سلسلہ علیہ باشد۔

و باوجود اخذ و کسب فیوض ہر چار خاندان عالیشان از جناب الٰہی بمواہب جلیلہ و عطایائے نبیلہ سرفراز شدہ اند کہ عقل در ادراک آن کمالات و حالات حیران است۔ حضرت خواجہؒ دربارہ حضرت ایشان فرمودہ اند کہ ہمچو ایشاں زیر فلک نیست و دریں امت مثل ایشاں چند کس معلوم میشود و معلومات و مکشوفات ایشان ہمہ صحیح و قابل آن است کہ بنظر انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات در آید و از مکاتیب شریفہ حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ العزیز کمال حضرت ایشان معلوم میشود۔

ملا بدرالدین در حضرات القدس و محمد ہاشم کشمی در برکات احمدیہ و محمد احسان در روضۃ القیومیہ و دیگر عزیزان مقامات و طاعت و عبادات حضرت ایشان مفصل تحریر نمودہ اند و حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ بعد تحریر مناقبات حضرت ایشان نوشتہ اند **لا یحبہ الا مومن تقی و لا یبغضہ الا منافق شقی**۔ محمد ہاشم کشمی در برکات احمدیہ نوشتہ وقتیکہ حضرت خواجہؒ اصحاب خود را بجہت استفادہ از حضرت ایشان ترغیب نمودہ بسر ہند فرستادہ اند، یکے از امتثال امر شریف ابا نمودہ۔ پس در خواب می بینند کہ آن حضرت ﷺ خطبہ در مدح ایشان میخوانند، میفرمایند کہ مقبول میاں احمد مقبول ما است و مردود میاں احمد مردود ما است۔

پہنانے کی تاکیدات فرمائی تھیں۔ اور ارواح مقدسہ اکابر خاندان قادریہ روح پرفتوح حضرت غوث الثقلینؒ سے فیوض و برکات واجازت وخلافت سے فائز ہوئے ہیں اور اجازت طریقہ کبرویہ مولانا یعقوب صرفیؒ سے کہ جن کے کمالات خطہ کشمیر میں مشہور ہیں، رکھتے ہیں۔ مگر نسبت خاص خاندان نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم جو کہ انہوں نے خواجہ آفاق حضرت باقی باللہؒ سے پائی ہے، حضرت ایشانؒ پر غالب ہے۔ ذکر و شغل و وضع و آداب اسی طرح معمول رکھتے ہیں۔ پس تبرک وتیمن کے لیے چاروں سلسلوں کے شجروں کا ذکر ضروری ہے تا کہ اس سلسلہ عالیہ کے متوسلان کے لیے موجب برکت ہو۔

اور باوجود اخذ وکسب فیوض جناب الٰہی سے ہر چار خاندان سے متعلق مواہب جلیلہ و عطاہائے نبیلہ سے سرفراز ہوئے ہیں کہ عقل ان کمالات وحالات کے ادراک میں حیران ہے۔ حضرت خواجہؒ نے حضرت ایشانؒ کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس وقت ان جیسا آسمان کے نیچے کوئی نہیں اور اس امت میں ان جیسے چند حضرات معلوم ہوئے ہیں اور ان کے معلومات و مکشوفات سب صحیح اور اس قابل ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی نظر میں آئیں اور مکاتیب شریفہ حضرت خواجہ قدس سرہ العزیز سے کمال حضرت ایشانؒ معلوم ہوتا ہے۔

ملا بدرالدینؒ نے حضرات القدس میں، محمد ہاشم کشمیؒ نے برکات احمدیہ میں اور محمد احسانؒ نے روضۃ القیومیہ اور دوسرے عزیزوں نے مقامات وطاعات وعبادات حضرت ایشانؒ کے مناقبات کے تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے: **لا یحبہ الا مؤمن تقی ولا یبغضہ الا منافق** ۔ترجمہ: ''ان سے صرف مومن متقی محبت کرتا ہے اور صرف منافق ان سے بغض رکھتا ہے۔'' محمد ہاشم کشمیؒ نے برکات احمدیہ میں لکھا ہے کہ جس وقت حضرت خواجہؒ نے اپنے اصحاب کو حضرت ایشانؒ کی طرف استفادہ کے لیے ترغیب دے کر سرہند بھیجا، ایک شخص نے حضرت خواجہؒ کے امر شریف کا انکار کیا۔ وہ شخص خواب میں دیکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت ایشانؒ کی تعریف میں خطبہ پڑھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ مقبول میاں احمد ہمارا مقبول ہے اور مردود میاں احمد ہمارا مردود ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ در خاتمہ رسالہ کہ از سوالات بر کلام شریف حضرت ایشان نمودہ می نویسد کہ مراد در بارہ شما این آیۃ شریفہ: وان یک کاذباً فعلیہ کذبہ وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم القا گردیدہ۔ مخفی نیست کہ این آیۃ کریمہ در رفع اشتباہ حقیت حضرت موسیٰ علیہ السلام است مر فرعون و فرعونیاں را۔ سبحان اللہ! حضرت ایشان موسوی المشرب بودند۔ اگرچہ حضرت شیخ را از فرط غضب رفع شبہات از این کریمہ شدہ، اما بعد چندے بحقیت کمالات حضرت ایشان اقرار نمودہ اند، چنانچہ در مکتوب مرسل حضرت شیخ عبدالحق بخدمت حضرت مرزا حسام الدین احمد کہ از اجلہ خلفائے حضرت خواجہ باقی باللہ اند رحمتہ اللہ علیہما مذکور است کہ حضرت شیخ از انکار خود باز آمدہ ومیفرمایند کہ چنیں عزیزان را بدنباید پنداشت وانکار و اقرار کسے کہ بترجمہ لفظ عربی واماندہ سخن از تعصب گوید و با معارف دقیقہ مساسے ندارد۔ اعتبار نیست کسے کہ دیدہ بصیرت او بینا ونظر کشفی او در تدقیق حقائق رسا باشد، اگر در سخن الوالابصار خوض کند جا دارد۔

وبا ایں ہمہ مولانا محمد بیگ بدخشیؒ در رفع اعتراضات کہ بر کلام حضرت ایشان متعسفان می نمایند در مکہ شریفہ رسالہ ترتیب دادہ بمہر مفتیان چار مذہب رسانیدہ و بالفعل درینجا موجود است ودیگر مخلصان حضرت ایشان نیز بر چیدن این اذیٰ از سلوک راہ خدا سعادت یافتہ وحضرت ایشان خود نیز دفع اعتراض فرمودہ اند۔ پیش اہل انصاف ودور از حسد واعتساف اجوبہ حضرت ایشان کافی وشافی است۔ میفرمایند کلام ما خالی از سکر نیست۔ صحو خالص نصیب عوام است۔ میفرمایند در این رہ اشتباہ بسیار است از اشتباہ ظل باصل وعروج نزول الامن عصمہ اللہ تعالیٰ۔ میفرمایند کشوف ومعارف خلاف کتاب وسنت مقبول نیست۔ نزد خرد دقیقہ یاب ازین سہ جملہ کلام شریف

حضرت شیخ عبدالحقؒ اس رسالے کے خاتمے پر، جس میں انہوں نے حضرت ایشانؒ کے کلام شریف میں سوالات کیے ہیں، لکھتے ہیں کہ مجھے آپ کے بارے میں یہ آیت شریفہ:

وان یک کاذباً فعلیہ کذبہٗ وان یک صادقاً یصبکم بعض الذی یعدکم

القاء فرمائی گئی ہے۔ مخفی نہیں ہے کہ یہ آیت کریمہ فرعون اور فرعونیوں کے حضرت موسیٰؑ کے حق میں اشتباہ کو رفع کرنے کے لیے ہے۔ سبحان اللہ! حضرت ایشانؒ موسوی المشرب تھے۔ اگرچہ حضرت شیخ کے فرط غضب کی وجہ سے اس آیت کریمہ سے شبہات رفع نہ ہوئے، لیکن کچھ عرصہ بعد حضرت ایشانؒ کے کمالات کا اقرار کیا۔ چنانچہ اس مکتوب میں جو شیخ عبدالحقؒ نے حضرت مرزا حسام الدین احمدؒ کی خدمت میں ارسال کیا تھا، جبکہ مرزا حسام الدین احمدؒ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے اجلہ خلفاء میں سے تھے، اس مکتوب میں مذکور ہے کہ حضرت شیخ عبدالحقؒ اپنے انکار سے باز آگئے تھے اور فرمایا ہے کہ ایسے عزیزاں کو برا نہیں سمجھنا چاہیے۔ کسی کا انکار و اقرار جو کہ عربی لفظ کے ترجمہ سے بیہودہ سخن اور بیہودہ تعصب سے کہتا ہے اور معارف دقیقہ سے کوئی مساس نہیں رکھتا، قابل اعتبار نہیں ہے۔ جس شخص کی دیدہ بصیرت بینا اور اس کی نظر کشفی تدقیق حقائق میں رسا ہو، اگر اولوالابصار کے سخن میں دخل دے تو کوئی موقعہ محل بنتا ہے۔

اور اس سبب کے باوجود مولانا محمد بیگ بدخشیؒ نے حضرت ایشانؒ کے کلام پر اعتراض رفع کرنے کے لیے مکہ شریف میں رسالہ ترتیب دے کر مفتیوں کی مہر سے چار مذہب کے مفتیوں تک پہنچایا اور بالفعل اس جگہ موجود ہے اور حضرت ایشانؒ کے دوسرے مخلصان نے بھی اس ایذا رسانی پر نکتہ چینی کر کے سلوک راہ خدا میں سعادت پائی اور حضرت ایشانؒ نے خود بھی اعتراض دفع فرمایا۔ اہل انصاف جو حسد اور کینہ سے دور ہیں، کے لیے حضرت ایشانؒ کے جواب کافی و شافی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میرا کلام سکر سے خالی نہیں۔ صحو خالص عوام کو نصیب ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس راہ میں شبہ بہت ہیں اور ظل کے شبہ سے اصل کے ساتھ اور عروج سے نزول میں، مگر جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ فرماتے ہیں کشوف و

حضرت ایشان جواب ہر اعتراض می تواند شد و تفصیل ہر جواب در مکتوبات شریفہ حضرت ایشان مسطور است، فارجع الیہا۔

اما از تحریر معارف غریبہ و مقامات جدیدہ و بعد تقریر و تثبیت معارف متقدمین نقصانے بجناب آن اکابر عائد نیست، چنانچہ از ظہور ملت محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوات والتسلیمات ۔ بملل سابقہ منقصتے لاحق نہ شدہ از مذہب جدید شافعی کہ تلمیذ حضرت امام مالک است۔ بمذہب امام مالک قصورے راہ نیافتہ۔ میفر مایند کہ معرفت خدا بران کس حرام است کہ خود را از کافر فرنگ بہتر داند۔ فلیف از اکابر دین میفر مایند کہ من کمینہ خوشہ چین خرمنہائے و دل ایشانم در ذیل ذلہ بردار خوانہائے نعم اینہا ایشانند کہ بانواع تربیت مربیٰ ساختہ اند و باصناف کرم واحسان مرا متنفع گردانیدہ حقوق این اکابر قدس اللہ اسرارہم برخود لازم دارم۔ میفر مایند کہ ایں علوم و معارف از وحدت وجود و احاطہ و سریان ذاتی و غیر ذلک این اکابر را در وسط راہ پیش آمدہ باشد و ازان مقام ترقی فرمودہ باشند۔

اگر تتبع کلامِ اولیاء کرام رحمتہ اللہ علیہم نمائی، بہ بینی کہ چہ سخن ہائے بلند از ین اعزہ برزبان آمدہ است۔ بزرگے میفر مایند: سبحانی ما اعظم شانی، لوائی ارفع من لواء محمد (صلّی اللہ علیہ وسلّم). دیگر میگوید: قدمی علیٰ رقبة کل ولی اللہ. دیگر گفتہ: قدمی علیٰ جبهة کل ولی اللہ. و درایں کل اصحاب عظام وحضرت امام مہدی رضی اللہ عنہم کہ بالاتفاق افضل اولیاء کرام اند، داخل اند و دیگری گفتہ کہ قدمے در مقامات قرب از خود بیشتر دیدم، غیرتم آمد کہ ہیچکس برمن سابق نیست، گفتند: قدم مبارک آنحضرت است ﷺ خاطرِ من تسکین یافت۔ دیگرے

معارف خلاف کتاب وسنت مقبول نہیں ہیں۔ان تین جملوں سے عقل دقیقہ یاب حضرت ایشانؒ کے کلام شریف پر اعتراض کا جواب ہو سکتا ہے اور ہر جواب کی تفصیل حضرت ایشانؒ کے مکتوبات شریفہ میں درج ہے، اس کی طرف رجوع کریں۔

مگر معارف غریبہ و مقامات جدیدہ کی تحریر سے اور بعد تقریر و تثبیت معارف متقدمین کوئی نقصان ان اکابر کی جناب میں عائد نہیں ہے۔ چنانچہ ملت محمدیہ علٰی صاحبہا افضل الصلوات والتسلیمات کے ظہور سے سابقہ ملتوں کو کوئی نقصان لاحق نہیں ہوا۔ حضرت امام شافعیؒ کے جدید مذہب سے جو کہ حضرت امام مالکؒ کے شاگرد ہیں، امام مالکؒ کا مذہب قصور وار نہیں ہوا۔ فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی معرفت اس شخص پر حرام ہے جو اپنے آپ کو کافر فرنگ سے بہتر جانے۔ پھر اس شخص کی حالت کیا ہوگی جو اپنے کو اکابرِ دین سے اچھا خیال کرے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں اکابرِ دین کی دولت کے ڈھیروں کا ادنیٰ خوشہ چین ہوں اور ان کی نعمتوں کے خوانچوں سے دامن کو بھرنے والا ہوں، کیونکہ مختلف انواع سے میری تربیت کی ہے اور کرم اور احسان کی اصناف سے مجھے نفع پہنچا ہے۔ ان اکابر قدس اللہ اسرارہم کے حقوق اپنے اوپر لازم رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں یہ علوم و معارف وحدت وجود احاطہ سریان ذاتی وغیرہ سے ان اکابر کو وسط راہ میں پیش آیا ہوگا اور اس مقام سے ترقی فرمائی ہوگی۔

اگر تو تتبع کلام اولیاء اللہ رحمتہ اللہ علیہم کرے تو دیکھے گا کہ کتنے سخن ہائے بلند ان عزیزوں کی زبان سے نکلے ہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں: سبحانی ما اعظم شانی، لوائی ارفع من لواء محمد (صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم)۔ دوسرے کہتے ہیں: قدمی علٰی رقبۃ کل ولی اللّٰہ۔ تیسرے فرماتے ہیں: قدمی علٰی جبھۃ کل ولی اللّٰہ۔ اور اس میں کل اصحاب عظام اور حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ بالاتفاق اولیاء کرام سے افضل ہیں، داخل ہیں۔ نیز ایک اور کہتے ہیں کہ مقامات قرب میں ایک قدم اپنے سے بہتر دیکھا۔ مجھے غیرت آئی کہ کوئی صاحب مجھ سے سابق ہیں۔ کہا

فرموده کہ در مقاماتِ قرب از دریائے گزشتہ ام کہ انبیاء علیہم السلام این طرف آن دریا مانده اند و حضرت شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ خود را ختم ولایت نوشتہ اند فرموده اند کہ ختم رسالت از ختم ولایت استفاده می نماید۔

پس ہر توجیہ کہ تابعان این اکابر در چنین کلمات افاده میفر مایند از غلبہ حال یا مامور بودن باظہار آن مقدمات یا تحدیثِ نعمتِ الٰہی یا ترغیبِ طالبانِ راه یا صرف عبارات از ظاہر کہ گاہے الفاظ این بزرگان بمعانی مقصود مساعدت نمی نماید پیشِ انصاف ہمان توجیہ جوابِ اعتراض است کہ اہلِ ظاہر را بر کلام حضرت ایشان مظنون می شود فلا تکن من الممترین علوم و معارف ہر کہ موافق کتاب و سنت بیشتر است در بعضے غیر معقول خود تاویل یا تفویض باید نمود و زبان اعتراض نباید کشود منکر این طایفہ علیہ قدس اللہ اسرارہم در محل خطر است حضرت عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرموده اند انکار مکن کہ انکار شوم است انکار آن کند کہ ازین کار محروم است اللہ تعالیٰ ما و شما را محبت خو دو محبت دوستان خود عطا فرماید۔ آمین المرء مع من احب۔

گیا کہ یہ قدمِ مبارک آنحضرت ﷺ کا ہے۔ میرے دل نے تسکین پائی۔ دوسرے نے فرمایا کہ مقاماتِ قرب میں ایک دریا سے گزراہوں کہ انبیاء علیہم السلام دریا کے اس طرف رہ گئے ہیں اور شیخ محی الدینؒ اپنے آپ کو ختم ولایت لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ختمِ رسالت ختم ولایت سے استفادہ کرتا ہے۔

پس ہر توجیہ جو اِن اکابر کے تابعین اسی جیسے کلمات میں افادہ فرماتے ہیں، یا تو غلبہ حال سے یا ان مقامات کے اظہار پر مامور ہونے سے، یا اللہ تعالیٰ کی نعمت کے شکرانے کے طور پر، یا طالبانِ راہ کی ترغیب کے لیے، یا صرف ظاہری عبارات کے لیے کہ کبھی ان بزرگان کے الفاظ معانی مقصود سے مساعدت نہیں کرتے۔ انصاف کے پیش نظر وہی توجیہ ان اعتراضات کا جواب ہے، جو ظاہر بین لوگوں کو حضرت ایشانؒ کے کلام پر سوئے ظن سے کرتے ہیں۔ فلا تکن من الممترین۔ ترجمہ: ''تو شک کرنے والوں میں نہ ہو۔'' علوم و معارف جو کہ موافق کتاب و سنت ہیں، بعض غیر منقول الفاظ کی خود تاویل تفویض کرنی چاہیے اور زبان اعتراض نہیں کھولنی چاہیے۔ اس طائفہ عالیہ قدس اللہ اسرارہم کا منکر محلِ خطر میں ہے۔ حضرت عبداللہ انصاریؒ نے فرمایا ہے: انکار مت کر کہ انکار شوم ہے، انکار وہ کرتا ہے، جو اس کام سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اپنی محبت اور اپنے دوستوں کی محبت عطا فرمائے۔ آمین. المرء مع من احب۔ ترجمہ: ''انسان اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔''

تمت بالخير

الحمدلله رب العلمین۔ الحمدلله رب العلمین۔ الحمدلله رب العلمین۔ الحمدلله، حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیه کما یحب ربنا ویرضی، الحمدلله الذی بنعمته تتم الصالحات، اللّٰهم لك الثناء والحمد والکبریاء، کما انت اهله، فصل وسلّم وبارك علی سیّدنا ومولانا محمد وعلی اٰل سیّدنا ومولانا محمد، کما انت اهله وافعل بنا ما انت اهله، فانك انت اهل التقوی واهل المغفرة وصلّی الله تعالٰی علی خیر خلقه سیّدنا ومولانا محمد وعلی اٰله واصحابه اجمعین، برحمتك یاارحم الراحمین۔ آمین۔ آمین۔ آمین

خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجدّدیہ

کندیاں، ضلع میانوالی

vprint.vp@gmail.com
051-5814796